استوصوا بالنساء خیراً (الحدیث)

ماہنامہ بنات اہلسنت

جلد نمبر 2 | ستمبر، اکتوبر 2011ء | شمارہ 9،10

مدیر اعلیٰ
مولانا محمد الیاس گھمن

گنبد خضراء کا سایہ

ہم خرما و ہم ثواب

مشورے ہی مشورے

فساد معاشرہ کے 13 اسباب

ناشر
احناف میڈیا سروس AMS

استوصوا بالنساء خیراً (الحدیث)

ماہنامہ

بناتِ اہلسنت لاہور

جلد نمبر 2 | ستمبر، اکتوبر 2011ء | شمارہ 09

مدیر اعلیٰ

مولانا محمد الیاس گھمن

زیر سرپرستی

حضرت اقدس، عارف باللہ حکیم

شاہ محمد اختر دامت برکاتہم

سرکولیشن مینیجر

بشیر احمد قاسمی | مولانا محمود

ایجنسی ہولڈرز مہر لگائیں اور ہدیہ دینے والے اپنا نام لکھیں!

منی آڈر بھیجنے کا پتہ

مکتبۃ اہل السنۃ والجماعۃ

87 جنوبی لاہور ڈویژن سرگودھا

0332-6311808

www.islahunnisa.com

islahunnisa@gmail.com

معاون مدیر

عابد جمشید رانا

فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور، ایم فل پنجاب یونیورسٹی لاہور

حافظ محمد کلیم اللہ

فاضل دار العلوم عیدگاہ کبیر والا، فاضل شعبہ صحافت جامعۃ الرشید کراچی

بیرون ممالک

امریکہ، اسٹریلیا، جنوبی افریقہ اور یورپی ممالک

35 ڈالر ..... سالانہ

سعودیہ، انڈیا، متحدہ عرب امارات اور عرب ممالک

25 ڈالر ..... سالانہ

ایران، بنگلہ دیش 20 ڈالر ..... سالانہ

قیمت فی شمارہ -/20 روپے

سالانہ زرتعاون

-/240 روپے

خط وکتابت

دفتر ماہنامہ بنات اہلسنت

بالمقابل جامعہ حقانیہ نزد پیکجز فیکٹری قینچی امر سدھو لاہور

0322 4959155

ایک نظر میں

صفحہ نمبر 3 — درسِ قرآن

صفحہ نمبر 4 — درسِ حدیث

صفحہ نمبر 5 — گنبد خضراء کا سایہ — اداریہ

صفحہ نمبر 12 — ہم خرما وہم ثواب — مولانا محمد کلیم اللہ

صفحہ نمبر 21 — رواجِ بے حجابی خوشنما کانٹوں کی مالا ہے — مولانا محمد نایاب حسن

صفحہ نمبر 29 — ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر غلط الزام اور اس کا جواب — مولانا محمد نافع

صفحہ نمبر 38 — امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی وسعت قلبی — مولانا عبدالقیوم حقانی

صفحہ نمبر 40 — مذاہب عالم سے اسلام کا تقابلی جائزہ — فوزیہ چوھدری

صفحہ نمبر 48 — فساد معاشرہ کے 13 اسباب — مفتی اسماعیل طورو

صفحہ نمبر 54 — ظہیر الدین محمد بابر — امان اللہ کاظم

صفحہ نمبر 58 — اللہ کے محبوب بنئے — پیر محمد ذوالفقار نقشبندی

صفحہ نمبر 65 — شرعی پردہ — قاری محمد طیب رحمۃ اللہ

صفحہ نمبر 81 — مشورے ہی مشورے — ڈاکٹر منصور احمد باجوہ

صفحہ نمبر 82 — کتاب — ڈاکٹر ظہیر احمد صدیقی

صفحہ نمبر 84 — توحید کیا ہے؟؟ — قاضی محمد اسرائیل گزنگی

صفحہ نمبر 85 — ایک عجیب واقعہ — حافظ حفیظ الرحمن

صفحہ نمبر 86 — روشنی — میاں محمد ابو ذر

صفحہ نمبر 89 — گوشۂ ظرافت — متفرق

صفحہ نمبر 92 — ہمارا کچن — اہلیہ مولانا عابد جمشید رانا

صفحہ نمبر 93 — غزالاں تم تو واقف ہو — متفرق

اور بہت کچھ

درس قرآن

قد افلح من تزکّٰی o وذکر اسم ربہ فصلّٰی o بل تؤثرون الحیوۃ الدنیا o والآخرۃ خیر وابقٰی o ان ھذا لفی الصحف الاولٰی o صحف ابراھیم وموسیٰ o

(سورۃ الاعلیٰ آیت 14 تا 19)

ترجمہ: پکی بات ہے وہ شخص کامیاب ہوگیا جس نے روحانی پاکیزگی حاصل کرلی اور اپنے رب کا نام لے کر اس کو یاد کیا پس نماز ادا کی، بلکہ تم دنیاوی زندگی کو ترجیح دیتے ہو اور آخرت بہتر بھی ہے اور باقی رہنے والی بھی، یہ باتیں پہلے صحیفوں میں بھی ہیں حضرت ابراہیم وموسیٰ علیہما السلام کے صحیفوں میں۔

تشریح: ان آیات مبارکہ کے ترجمہ سے ہی مفہوم بالکل واضح سمجھ آرہا ہے کہ جس شخص نے اپنے باطن کو صاف کرلیا، اس میں روحانی امراض میں سے کوئی مرض باقی نہیں رہنے دیا۔ باطنی امراض میں شرک، کفر، ارتداد، الحاد، زندقہ، بدعت، جھوٹ، غیبت، چغلی، حب جاہ، حب مال، بد نظری، بدزبانی، بدگمانی، سود، رشوت، اکل حرام وغیرہ وغیرہ جیسی سب بیماریاں داخل ہیں۔ اس لیے اللہ کے ہاں اصول ہے **ادخلوا فی السلم کافۃ** پورے کے پورے اسلام میں داخل ہو جاؤ، لہٰذا عنداللہ کامیاب وکامران وہی شخص ٹھہرتا ہے جو اپنے باطن کو ان گندگیوں سے بالکل پاک کرلے۔ آگے اللہ تعالیٰ نے ایک اہم بات ذکر فرمائی کہ اے انسان! تم دنیاوی زندگی کو ترجیح دیتے ہو! اور دنیاوی عیش وعشرت کے لیے آخرت کو بھول بیٹھے ہو حالانکہ آخرت دنیا سے بہتر ہے اور باقی رہنے والی چیز ہے اور یہ باتیں کوئی نئی نہیں ہیں بلکہ پہلے صحیفوں میں بھی ہیں خصوصاً صحیفہ ابراہیم علیہ السلام اور صحیفہ موسیٰ علیہ السلام میں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو روحانی پاکیزگی عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الذی حیی فی قبرہ

درس حدیث

عن عائشة عن النبی صلی الله علیه وسلم قال تهادوا فان الهدیة تذهب الضغائن. رواه الترمذی

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آپس میں ہدیے تحفے بھیجا کرو۔ ہدیے تحفے دلوں کے کینے ختم کر دیتے ہیں۔''

عن ابی هریرة عن النبی صلی الله علیه وسلم قال تهادوا فان الهدیه تذهب وحر الصدر ولا تحقرن جارة لجارتها و لوشق فرسن شاة. رواه الترمذی

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''آپس میں ہدیے تحفے دیا کرو، ہدیہ سینوں کی کدورت ورنجش دور کر دیتا ہے اور ایک پڑوسن دوسری پڑوسن کے لیے ہدیہ کے لیے بکرے کے کُھر کے ایک ٹکرے کو بھی حقیر وکمتر نہ سمجھے۔''

تشریح: ہدیے تحفے دینے سے باہمی رنجشوں اور کدورتوں کا دور ہونا، دلوں میں جوڑ تعلقات میں خوشگواری پیدا ہونا بدیہی بات ہے۔ حدیث میں جو یہ الفاظ ہیں کہ ''یہ حقیر نہ سمجھے'' اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد بظاہر یہ ہے کہ ہدیہ دینے کے لیے یہ ضروری نہیں کہ بہت قیمتی ہی چیز ہو۔ اگر اس کی پابندی اور اس کا اہتمام کیا جائے تو ہدیہ دینے کی نوبت بہت کم آئے گی، اس لیے بالفرض اگر گھر میں بکری کے پائے پکے ہیں تو پڑوسن کو بھیجنے کے لیے اس کے ایک ٹکڑے کو بھی حقیر نہ سمجھا جائے وہی بھیج دیا جائے۔ واضح رہے کہ یہ اسوقت ہے جب اطمینان ہو کہ پڑوسن خوشی کے ساتھ قبول کرے اور اس کو توہین وتذلیل نہ سمجھے گی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ماحول ایسا ہی تھا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں باہمی اخوت سے ہمکنار فرمائے۔ آمین یارب العالمین

گنبد خضراء کا سایہ

اداریہ

عاشق رسول سید انور حسین نفیس شاہ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

تیری رحمت، تیری شفقت سے ہوا مجھ کو نصیب
گنبد خضرا کا سایہ..... میں تو اس قابل نہ تھا

راقم اپنے گناہوں کی گٹھری لیے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو حاضر ہوا اپنی ذات..... اور سید کونین کے حضور ہونے کا احساس دامن گیر ہوا تو صلوٰۃ وسلام عرض کرتے ہی بے ساختہ میری زبان پر حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کا ایک اور شعر آ گیا کہ

بارگاہ سید کونین ﷺ میں آ کر نفیس
سوچتا ہوں، کیسے آیا؟ میں تو اس قابل نہ تھا

اپنی کم مائیگی کے باوجود رحمۃ اللعالمین کے حضور خود کو پا کر..... میں بتلا نہیں سکتا کہ وہ کیفیت کیسی تھی؟ آج ایک گناہ گار امتی اپنے شفیق اور محسن نبی کے دروازے پر تحفہ صلوٰۃ وسلام لیے کھڑا ہے۔ سچ کہا جس نے بھی کہا

تیری جالیوں کے نیچے تیری رحمتوں کے سائے
جسے دیکھنی ہو جنت وہ مدینہ دیکھ آئے

ہمارا عقیدہ ہے کہ "ما بین بیتی و منبری روضة من ریاض الجنة." آقا علیہ الصلوۃ والسلام جہاں مدفون ہیں اس جگہ کا درجہ کعبۃ اللہ عرش وکرسی سے بھی بلند ہے۔ جوق در جوق ساری دنیا سے خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے پروانے رنگ ونسل کے امتیاز کو بھلائے، ذات پات کے چھنبیلوں سے کہیں دور، شاہ وگدا سب ایک ہو کر اپنے آقا علیہ السلام کے حضور ہدیہ صلوۃ وسلام پیش کر رہے تھے۔ میرا دل ان حرمان نصیب لوگوں پر رحم کھا رہا تھا جو اتنی بڑی اور

واضح حقیقت کو جھٹلاتے ہیں اور روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر برستی نورانی تجلیوں کا تمسخر اڑاتے ہیں اہل السنۃ والجماعۃ میں خود کو شمار کرنے کے باوجود احناف سے خود کو منسلک کرنے کے باوجود اور علماء حقہ علماء دیوبند سے اپنی نسبتیں استوار کرنے کے باوجود بھی نبی علیہ السلام کے مبارک جسم کو مدینہ والی قبر میں زندہ تسلیم نہیں کرتے؟

یہ لوگ مدینہ حاضر ہوکر اور نبی علیہ السلام کو قبر میں بے جان سمجھ کر درود کیسے پڑھتے ہوں گے ان کو درود پاک پڑھنے میں کیسے لذت آتی ہوگی؟ لذت.....کونسی لذت؟؟ جب دل ودماغ میں آقا علیہ السلام کے بارے میں یہ بات سما چکی ہو کہ یہاں قبر انور میں وہ زندہ نہیں ہیں تو آپ بتلایئے کیسا صلوٰۃ وسلام اور کیسی لذت!!!

خیر! آج میرے سامنے شاہ خیرالوری کا روضہ ہے وہ چمکتی دمکتی جالیاں وہ شیخین کریمین شریفین کے جلو میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا جلوہ.....اللہ ھو اللہ!

کیفیت میں محبت رسول مزید رچتی بستی نظر آرہی ہے اور ساتھ ہی ساتھ دل چاہتا ہے کہ اپنے آقا کو امت مرحومہ کے دکھڑے سناؤں اہل حق کے ساتھ روا ظلم کی داستانوں کے باب کھولوں، فتنوں اور گمراہیوں کی دلدل میں دھنسی امت کی زبوں حالی کے تذکرے شروع کروں، لبوں پر صلوٰۃ وسلام کے زمزمے ہیں، دل آہوں کے پر درد نالوں سے معمور ہے.....اور ہچکیاں بندھی ہوئی ہیں بس دل چاہ رہا ہے کہ

روضے کے سامنے یہ دعائیں مانگتا تھا
میری جان نکل تو جائے یہ سماں بدل نہ جائے

اس شام کی سحر.....اے کاش کبھی نہ ہو جس میں؛ میں گنبد خضراء کے سایہ عاطفت میں پناہ گزیں ہوا.....حکیم الاسلام قاری محمد طیب مرحوم کا کلام میری آہوں کے ساتھ ہی زبان سے صادر ہو رہا تھا:

عجب مشکل میں کارواں ہے نہ کوئی جادہ نہ پاسبان ہے
بشکل رہبر چھپے ہیں راہزن تمہی ذرا انتقام لے لو

اللہ اکبر! اگر میں اپنی رقت آمیزی کا تذکرہ زیادہ کروں اندیشہ ہے تصنع سمجھا جانے لگے لیکن واللہ بخدا دکھلا و انہیں یہ تو میری اس وقت کی وہ حالت جس کو میں ہزار کوشش کے باوجود بھی نوک قلم پر نہیں لاسکتا، جب کبھی آنسوؤں کو پونچھتا ہوں تو پلکوں کے ورے سے ندامت ومحبت کے آنسو کی ایک اور لہر اُمڈ آتی ہے مولانا حالی کا کلام بھی میرے لبوں پر آرہا تھا۔

اے خاصۂ خاصان رسل وقت دعا ہے
امت پہ تیری آکے عجب وقت پڑا ہے
ہم نیک ہیں یا بد ہیں پھر آخر ہیں تمہارے
نسبت بہت اچھی ہے.....اگر حال برا ہے

چشم نم تر بتر تھی، میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آج تیرے ماننے فرقہ واریت کی آگ میں جُھلس رہے ہیں، آج تیری رداء ختم نبوت کو چرانے والے کھلے عام اسلام کا حلیہ مسخ کررہے ہیں، آقا! اب تیری امت میں وہ بدنصیب بھی پیدا ہوچکے ہیں جو تیرے فرامین ذی وقار کو حجت نہیں مانتے۔ آقا! تیرے اصحاب کے دشمن بھی دو حصوں میں بٹ چکے ہیں ایک اصحاب کی ذات کو نہیں مانتے دوسرے تیرے اصحاب کی بات کو نہیں مانتے، تیرے سچے جانثاروں پر الزامات کے طومار باندھے جارہے ہیں۔ آقا! جن لوگوں نے تیری اتباع کی وجہ سے مقام ولایت حاصل کیا تھا، آج ان کا نام لے لے کر انہیں گالیاں دی جارہی ہیں۔ آقا! خانہ خدا کو چھوڑ کر تیری امت میلوں ٹھیلوں پر ''روح کی غذا'' تلاش کررہی ہے۔ آقا! تیری امت! ننگ دھڑنگ قسم کے اوباش لوگوں کو اپنا مقتداء سمجھ بیٹھی ہے۔ جعلی پیر اور بہروپیے؛ اولیاء اللہ کا روپ دھارے اہل اسلام کے ایمان کو لوٹ رہے ہیں۔ جبے ودستار کی چکاچوند ''تجلیوں'' سے لوگوں کے ایمان کے چراغ گل کررہے ہیں۔ ایک ایسے اسلام کو جس میں ڈاڑھی اور پردہ سے لے کر اسلامی حدود وقصاص تک کو فرسودہ کہا جارہا ہے یعنی ''ماڈرن اسلام'' کو نافذ کرنے والے دانشور صبح وشام اپنی توانائیاں خرچ کررہے ہیں.....

ہر سو خوف و وحشت ہے شرک کی طوفان خیز آندھیاں اس زور سے چل پڑی ہیں کہ اس نے صحیح غلط کی پہچان ایک آزمائش بن چکی ہے۔ آقا! آج تیری امت بداعمالیوں میں مسلسل آگے بڑھ رہی ہے اور سود، رشوت، جھوٹ، والدین کی نافرمانی، زنا، غیبت، شرک، ترک صلوۃ، چغلی، بدخواہی وغیرہ جیسی مہلک امراض کا شکار ہو رہی ہے۔ آقا! آج تیری امت کے دولت مند؛ غریب کے منہ کا نوالہ چھین کر اپنے پیٹ پال رہے ہیں۔ آقا! حق بات کہنا سننا جرم کی حیثیت رکھتا ہے۔ آقا! آج آپ کے اور آپ کے بھائیوں (انبیاء کرام) کے ورثاء بہت کڑے امتحان میں ہیں۔ آقا! ہماری سفارش فرمایئے۔ آقا! اپنے اللہ کے حضور دعا کریں کہ آپ کی امت پھر سے متحد ہو جائے، اسلام کو غلبہ حاصل ہو جائے، بدعت کی ظلمت ختم ہو اور سنت کا نور عام ہو جائے۔ آقا! میں تیرا ایک ادنیٰ امتی رحم کی امید لیے دست بستہ کھڑا ہوں۔ آقا! میرے لیے بھی دعا فرمایئے کل قیامت کو میرے لیے شفاعت بھی فرمایئے گا آقا! آقا! آقا! میں اس قابل تو نہیں تھا کہ تیرے دربار میں حاضری کی سعادت حاصل کرتا لیکن۔

تیری رحمت تیری شفقت سے ہوا مجھ کو نصیب
گنبد خضرا سایا.....میں تو اس قابل نہ تھا

☆☆☆

مرکز اھل السنّت والجماعت میں علم کی بہاریں:

کامیابی کا مدار دو چیزوں پر ہے؛ ایمان اور اعمال صالحہ۔ پھر ان میں سے ایمان کو فوقیت حاصل ہے، یعنی ایمان درست ہو تو بغیر اعمال..... یا اعمال میں کوتاہی..... کے باوجود بھی نجات ممکن ہے اور اگر ایمان درست نہ ہو محض اعمال ہی اعمال ہوئے..... **الذین ضل سعیھم** .....تو پھر قیامت کے دن یہ چیز بالکل کام نہیں آئے گی۔

ابدی اور دائمی نجات منحصر ہے ایمان اور اعمال صالحہ پر۔ اس مختصر سی تمہید کے بعد ایک اہم بات جو آپ کے نظر گزار کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ آج کے اس پرفتن دور میں ایمان اور اعمال

صالحہ کی حفاظت کیسے ممکن ہے؟ اور محافظین کو کن چیزوں سے خود کو لیس رکھنا ضروری ہے؟

جو اہل اسلام کے عقائد ونظریات ہیں وہ باقی ادیان کے مقابلے میں بالکل صحیح ہیں عیسائیت، یہودیت، قادیانیت، ہندومت وغیرہ اسلام کے متوازی ادیان ہیں جنہیں ہر مسلمان کفر سمجھتا ہے اسی طرح اعمال میں اہل السنّت والجماعت کے متوازی چند فرقے ہیں جن کی بنیادی انسانی عقل نارسا ہے نیچریت، سیکولرازم وغیرہ، یہ لوگ اسلام کی مقتدر شخصیات کے علم و تفقہ کو اہمیت نہیں دیتے حتی کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فتاویٰ جات کو بھی بڑی دیدہ دلیری سے ٹھکراتے ہیں اور ائمہ متبوعین پر زبان طعن دراز کرنا ان کا شیوہ ہے۔

قرآن کی تعلیمات میں ابتدائی طور پر یہ بات سامنے آتی ہے کہ صراط الذین انعمت علیھم ان لوگوں کا راستہ صراط مستقیم کی عملی تصویر ہے جن لوگوں پر خدائے لم یزل نے انعامات کی موسلا دھار بارش برسائی جیسا کہ نبی کریم ﷺ کے ارشادات میں بھی یہ موجود ہے: اللہ تعالیٰ جس سے بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں اسے دین کی سمجھ (تفقہ) عطا فرماتے ہیں۔''

اس لیے اس امت کا کثیر حصہ ان کی اتباع وتقلید میں زندگی بسر کر رہا ہے۔ مسائل اجتہادیہ میں امت مرحومہ اپنے جلیل القدر چار ائمہ امام اعظم ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کی مدون کردہ فقہ پر عمل پیرا ہے۔

قارئین کرام! دور حاضر میں نت نئی علمی واعتقادی گمراہیاں جنم لی رہی ہیں اور وہ وقت ہمیں بالکل قریب نظر آ رہا ہے جس کے بارے میں سوا چودہ سو برس قبل آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ قریب قیامت میں فتنے اس قدر ہوں گے کہ جیسے تسبیح کا دھاگہ ٹوٹ جائے اور اس کے دانے گرنے لگ جائیں..... صبح کو ایک شخص مومن ہوگا تو شام کو کافر لوٹے گا..... شام کو مومن ہوگا تو صبح کافر اٹھے گا۔

راقم اپنی دانست کے مطابق ان تمام گمراہیوں کی بنیاد اساطین امت اور صلحاء امت پر عدم اعتماد کو سمجھتا ہے بالفاظ دیگر ترک تقلید۔ ہمارے اس معاشرے میں پہلے ہی دینی تعلیم کی بہت

کمی ہے ذہنی آوارگی اور بے راہ روی اس قدر ہے کہ نام نہاد ''مسلمان'' سورۃ اخلاص دیکھ کر بھی غلط پڑھتے ہیں روزمرہ کے پیش آمدہ مسائل میں اسلامی احکام سے تقریباً تقریباً لوگ ناآشنا ہیں اور اس پر مشتزاد ان فتنوں کی یلغار.....اللہ ہمیں اپنی حفاظت میں رکھے۔مرکز اھل السنّت والجماعت سرگودھا کی بنیاد ہی انہی مشکلات کے حل کے لیے رکھی گئی تھی الحمدللہ عرصہ پانچ سال میں بالترتیب 15.....20.....41.....61.....75 فارغ التحصیل علماء کرام، مدرسین، مفتیان کرام مرکز اہل السنّت والجماعت کے اساتذہ سے فیض حاصل کر کے ملک کے طول وعرض میں مسلک اھل السنّت والجماعت کی اشاعت وحفاظت میں مصروف عمل ہیں۔تعلیمی سلسلے ایک کڑی شارٹ کورس ہیں جو وفاق المدارس العربیہ کے سالانہ امتحانات کے فوراً بعد مرکز میں 12 روزہ کورس بعنوان تحقیق المسائل منعقد ہوا، جس میں 180 کے لگ بھگ دوردراز سے علماء، طلباء، مدرسین، واعظین، خطباء، مقررین، ائمہ مساجد، مفتیان کرام اور دیگر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے حضرات نے شرکت کی۔

اس شارٹ کورس میں مندرجہ ذیل باتوں کو بطور خاص ملحوظ رکھا گیا۔

نمبر۱: تمام شرکاء کورس کے وقت کو زیادہ سے زیادہ کارآمد بنایا گیا۔

نمبر۲: نماز، ذکراذکار، تلاوت اور معمولات یومیہ کا بہت زیادہ خیال رکھا گیا۔

نمبر۳: اسباق میں پابندی وقت کے ساتھ شرکت لازمی بنائی گئی۔

نمبر۴: اسباق کے انتخابات میں دور حاضر کے علمی فتنوں سے آگاہی کو ترجیح دی گئی۔

نمبر۵: سوالات جوابات کی کھلے عام اجازت دی گئی تاکہ اطمینان قلبی کے ساتھ مسلک کی حقانیت سامنے آئے۔

نمبر۶: بالجملہ انتظامی امور میں مرکز کی انتظامیہ کو الرٹ کر دیا گیا، تاکہ مہمانان گرامی کو کسی بھی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

نمبر۷: تمام شرکاء کو اس بات کا پابند بنایا گیا کہ وہ سیاسی اور جماعتی تبصروں سے گریز کریں۔

جن عنوانات پر دروس دیے گئے ان میں چند ایک یہ ہیں:

1 صفات باری تعالیٰ 2 ختم نبوت رفع ونزول عیسی علیہ السلام 3 اصول مناظرہ 4 تقلید کا شرعی مقام 5 پرویزیت 6 جماعت المسلمین کے عقائد ونظریات 7 ڈاکٹر ذاکر نائیک کا علمی محاسبہ 8 بیس تراویح 9 عبارات اکابر وغیرہ۔

تمام اسباق کو بذریعہ انٹرنیٹ آن لائن کیا گیا اور دنیا بھر کے اھل اسلام نے اس سے استفادہ کیا بعد ازاں تمام اسباق کی ڈی وی ڈیز تیار کر لی گئی ہیں تاکہ یہ کام ہمیشہ کے لیے محفوظ ہو جائے اور ضرورت کے وقت اس استفادہ کیا جائے ڈی وی ڈی منگوانے والے حضرات: اس نمبر پر رابطہ کریں 0321-6353540, 0332-4959155 اللہ ہم سب کو مسلک اھل السنّت والجماعت پر کاربند رکھے۔ آمین

میرا پیارا رسالہ

گلاب کی صورت مہک رہا ہے ذہب کی صورت دمک رہا ہے
قمر ونجم بن کر چمک رہا ہے ہے حاسدوں کے لیے شرارہ
بنات اہل سنت کا ہر اک شمارہ مثال اس کی کہیں نہیں ہے
سطر سطر اس کی کیا حسین ہے زمین کا موتی فلک کا تارہ
ہے حاسدوں کے لیے شرارہ عمل کے گوہر ملیں گے اس میں
بنات اہل سنت کا ہر اک شمارہ الیاس گھمن ملیں گے اس میں
مدیر عابد ملیں گے جس میں بنات اہل سنت کا ہر اک شمارہ
یہ شمارہ ہے جن کو جان سے پیارا گلاب کی صورت مہک رہا ہے

ہم خرما وہم ثواب

مولانا محمد کلیم اللہ

اصول یہ ہے کہ ''عقل ؛شریعت کے تابع ہونی چاہیے .....شریعت ؛عقل کے تابع نہیں۔'' اس اصول کو مان لینے سے ہمارے کئی ایک مسائل حل ہوجاتے ہیں، دین اسلام کی تمام وہ باتیں جنہیں شریعت میں بجالانے کا حکم ہے اور وہ تمام باتیں جن سے شریعت مطہرہ ہمیں روک دیتی ہے اس میں عقل کو دخل انداز کرنا جہاں ناانصافی کی بات ہے وہاں حماقت کی بات بھی ہے کیونکہ حکیم اور خبیر ذات کا حکم ہو کرنے کا تو کر لینا ہی ضروری ہے اور اگر وہی ذات کہے کہ فلاں کام کے قریب مت جاؤ! فلاں کام چھوڑ دو! تو اسے چھوڑ دینا ضروری ہے۔

دین اسلام میں بعض ایسے مسائل ہیں جن کے بارے میں شریعت کا حکم ہے کہ اس کو فلاں طریقے پر ادا کیا جائے اس لیے ہم اس کو ویسے ہی ادا کرتے ہیں ویسے ہی مانتے ہیں، انہیں مسائل میں سے ایک اہم مسئلہ ''مرد اور عورت کے طریقہ ادائے نماز میں فرق کا ہے'' یعنی مرد کے نماز ادا کرنے کا طریقہ عورت کے نماز ادا کرنے سے مختلف ہے اس پر امت کا عمل بھی چلا آ رہا ہے، لیکن باہمی انتشار کا بیج بونے والوں نے اس میں بھی ایک شوشہ اور نکالا ہے کہ مرد اور عورت کے (طریقہ ادائیگی) نماز میں کوئی فرق نہیں، سازش یہ تھی کہ ہماری اہل السنّت والجماعت سے وابستہ ماؤں اور بہنوں کے اذہان میں شکوک وشبہات کے جھکڑ چلادے جائیں، پہلے اہل اسلام اس بات پر فکر مند ہوتے تھے کہ فلاں خاتون نماز کی پابند کیوں نہیں بن رہی ؟اب یہ فکر ہو کہ نا معلوم میری نماز .....جس طریقے پر ادا کر رہی ہوں .....ہوتی بھی ہے یا نہیں؟

چنانچہ یہ کھیل بھی کھیلا گیا اور اس بات کو مشہور کیا جانے لگا کہ مرد وعورت کی نماز میں کوئی فرق نہیں۔اس بات کے پیش نظر استاد محترم متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن مدیر اعلیٰ بنات اھل السنّت نے باحوالہ مدلل ایک وال چارٹ مرتب کیا ہے جس کو پڑھنے کے بعد میری مائیں اور

بہنیں اس بات کا یقین کرلیں گی کہ خود پر حدیث کا لیبل لگانے والے آخر کیوں اس حقیقت کا انکار کرکے فریب دے رہے ہیں وال چارٹ کا مکمل متن ذیل میں دیا جارہا ہے۔

ہم اپنے گھروں اور ویٹنگ رومز میں جہاں نامحرم خواتین اور مردوں کی تصاویر جانوروں اور پھول کلیوں کی تصاویر لگاتے ہیں اگر اس کی جگہ ان خوبصورت پوسٹرز کو لگائیں، تو فائدہ ہی فائدہ اور یہ کہ مسئلہ بھی سمجھ آئے اور ثواب بھی ہاتھ سے نہ جائے اسے کہتے ہیں ''ہم خرما وہم ثواب۔''

مرد وعورت ہاتھ کہاں تک اٹھائیں

دلیل نمبر۱:

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ l قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہ a : یَا وَائِلَ بْنَ حُجْرٍ اِذَا صَلَّیْتَ فَاجْعَلْ یَدَیْکَ حِذَاءَ اُذُنَیْکَ وَالْمَرْاَۃُ تَجْعَلُ یَدَیْھَا حِذَاءَ ثَدْیَیْھَا.

(المعجم الکبیر للطبرانی ج 9ص 144حدیث نمبر 17497)

ترجمہ: حضرت وائل بن حجر l فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ a نے فرمایا: ''اے وائل بن حجر! جب تو نماز پڑھے تو اپنے ہاتھ اپنے کانوں کے برابر اٹھا اور عورت کے لیے فرمایا کہ وہ اپنے سینے کے برابر ہاتھ اٹھائے۔''

مرد وعورت کے طریقہ رکوع میں فرق

دلیل نمبر۲:

عَنْ سَالِمِ الْبَرَّادِ قَالَ: اَتَیْنَا عُقْبَۃَ بْنَ عَمْرٍو الْاَنْصَارِی اَبَا مَسْعُوْدٍ فَقُلْنَالَہٗ حَدِّثْنَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ a فَقَامَ بَیْنَ اَیْدِیْنَا فِی الْمَسْجِدِ فَکَبَّرَ فَلَمَّا رَکَعَ وَضَعَ یَدَیْہِ عَلٰی رُکْبَتَیْہِ وَجَعَلَ اَصَابِعَہٗ اَسْفَلَ مِنْ ذٰلِکَ وَ جَافٰی بَیْنَ مِرْفَقَیْہِ.

(سنن ابی داود ج1 ص 133باب صلوۃ من لا یقیم صلبہ فی الرکوع والسجود)

ترجمہ: حضرت سالم البراد e (تابعی) کہتے ہیں کہ ہم ابومسعود عقبۃ بن عمرو الانصاری l کے پاس آئے۔ ہم نے کہا کہ ہمیں رسول اللہ a کی نماز کے بارے میں بتائیں؟

تو وہ مسجد میں ہمارے سامنے کھڑے ہوگئے، پس تکبیر کہی۔ پھر جب رکوع کیا تو اپنے ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھا اور اپنی انگلیوں کو اس سے نیچے کیا اور اپنی کہنیوں کو اپنے پہلو سے دور رکھا۔

دلیل نمبر۳:

غیر مقلد عالم ابو محمد عبدالحق ہاشمی نے رکوع، سجود، قعود میں مرد وعورت کے فرق پر ایک رسالہ بنام: ''نصب العمود فی مسئلة تجافی المرأة فی الرکوع و السجود و القعود.'' تصنیف کیا۔

اس میں ابن حزم ظاہری اور جمہور علماء کے موقف کو نقل کر کے فرماتے ہیں: ''عِنْدِیْ بِالْاِخْتِیَارِ قَوْلُ مَنْ قَالَ: اِنَّ الْمَرْأَةَ لَا تُجَافِیْ فِی الرُّکُوْعِ..... لِاَنَّ ذٰلِکَ اَسْتَرُ لَهَا'' (ص52)

ترجمہ: میرے نزدیک ان لوگوں کا مذہب راجح ہے جو یہ کہتے ہیں کہ عورت رکوع میں اعضاء کو کشادہ نہ کرے.... کیونکہ یہ کیفیت اس کے جسم کو زیادہ چھپانے والی ہے۔

مرد وعورت کے طریقہ سجدہ میں فرق

دلیل نمبر۴:

عَنْ اَبِیْ حُمَیْدٍ l فِیْ صِفَةِ صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ a قَالَ: وَاِذَا سَجَدَ فَرَّجَ بَیْنَ فَخِذَیْهِ غَیْرَ حَامِلٍ بَطْنَهٗ عَلٰی شَیْءٍ مِّنْ فَخِذَیْهِ.

(السنن الکبری للبیهقی ج 2ص115)

ترجمہ: حضرت ابو حمید l سے روایت ہے کہ رسول اللہ a جب سجدہ کرتے تھے تو پیٹ کو رانوں سے بالکل نہیں ملاتے تھے۔

دلیل نمبر۵:

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ o قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ a : وَاِذَا سَجَدَتْ اَلْصَقَتْ بَطْنَهَا فِیْ فَخِذِهَا کَاَسْتَرِ مَا یَکُوْنُ لَهَا فَاِنَّ اللّٰهَ یَنْظُرُ اِلَیْهَا وَ یَقُوْلُ: یَا مَلَائِکَتِیْ! اُشْهِدُکُمْ اَنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لَهَا.

(الکامل لابن عدی ج 2ص631)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر o کہتے ہیں کہ رسول اللہ a نے فرمایا: ''جب عورت سجدہ کرے تو اپنے پیٹ کو رانوں کے ساتھ ملا دے کیونکہ یہ کیفیت اس کے جسم کو زیادہ چھپانے والی ہے اور اللہ تعالیٰ عورت کی اس حالت کو دیکھ کر فرماتے ہیں اے میرے فرشتو! میں تمھیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اس کو بخش دیا ہے۔''

دلیل نمبر۶:

عَنْ مُجَاهِدٍ e كَانَ يَكْرَهُ اَنْ يَضَعَ الرَّجُلُ بَطْنَهٗ عَلٰى فَخِذَيْهِ اِذَا سَجَدَ كَمَا تَضَعُ الْمَرْاَةُ.

(مصنف ابن ابی شیبة ج1 ص302 باب المراة کیف تکون فی سجودها)

ترجمہ: حضرت مجاہد (تابعی) e اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ مرد جب سجدہ کرے تو عورت کی طرح پیٹ کو اپنی رانوں پر رکھے۔

دلیل نمبر۷:

عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ قَالَ وَصَفَ لَنَا الْبَرَاءُ بْنِ عَازِبٍ I فَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ وَ رَفَعَ عَجِيْزَتَهٗ وَ قَالَ هٰكَذَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰه a يَسْجُدُ.

(سنن ابی داود ج 1ص 137، سنن النسائی ج 1ص 166 باب صفة السجود)

ترجمہ: حضرت ابواسحاق (تابعی) e فرماتے ہیں کہ حضرت براء بن عازب I نے ہمیں رسول اللہ a کے سجدہ کا طریقہ بتایا۔ چنانچہ آپ I نے اپنے ہاتھوں کو زمین پر رکھا اور اپنی سرین کو اونچا کیا اور فرمایا کی نبی علیہ السلام اسی طرح سجدہ کرتے تھے۔

دلیل نمبر۸:

عَنِ الْحَسَنِ وَ قَتَادَةَ قَالاَ: اِذَا سَجَدَتِ الْمَرْاَةُ فَاِنَّهَا تَنْضَمُّ مَا اسْتَطَاعَتْ وَ لَا تُجَافِیْ لِكَیْ لَا تَرْتَفِعُ عَجِيْزَتُهَا.

(مصنف عبد الرزاق ج 3ص 137)

ترجمہ: حضرت حسن بصری (تابعی) اور حضرت قتادہ (تابعی) e فرماتے ہیں: ''جب عورت سجدہ کرے تو جس حد تک سمٹ سکتی ہے' سمٹنے کی کوشش کرے اور اعضاء کو کشادہ نہ کرے تاکہ اس کی سرین اونچی نہ ہو۔''

دلیل نمبر۹:

عَنْ مَيْمُوْنَةَ m اَنَّ النَّبِیَّ a اِذَا سَجَدَ جَافٰى يَدَيْهِ حَتّٰى لَوْ اَنَّ بَهْمَةً اَرَادَتْ اَنْ تَمُرَّ تَحْتَ يَدَيْهِ مَرَّتْ. (سنن النسائی ج1 ص167 باب التجافی فی السجود)

ترجمہ: حضرت میمونہ m بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم a جب سجدہ کرتے تو اپنے بازوؤں کو زمین اور پہلو سے اتنا دور رکھتے کہ اگر بکری کا بچہ بازوؤں کے نیچے سے گزرنا چاہتا تو گزر سکتا

مرد وعورت کے بیٹھنے میں فرق

دلیل نمبر۱۰:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَر o ..... وَ قَالَ: اِنَّمَا سُنَّةُ الصَّلَاةِاَنْ تَنْصَبَ رِجْلَکَ الْيُمْنٰى وَ تَثْنِى الْيُسْرٰى.

(الصحیح للبخاری ج 1ص 114باب سنة الجلوس فی التشهد)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر o نے فرمایا: ''نماز میں بیٹھنے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ آپ دائیں پاؤں کو کھڑا رکھیں اور بائیں پاؤں کو بچھا دیں۔''

دلیل نمبر۱۱:

عَنْ عَائِشَةَ m قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰه a يَفْرِشُ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَ يَنْصِبُ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى.

(الصحیح لمسلم ج1 ص195 باب صفة الجلوس بين السجدتين و فی التشهد الاول)

ترجمہ: حضرت عائشہ o فرماتی ہیں کہ رسول اللہ a اپنے بائیں پاؤں کو بچھاتے اور اپنے دائیں پاؤں کو کھڑا رکھتے تھے۔

دلیل نمبر۱۲:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ o اَنَّهُ سُئِلَ كَيْفَ كَانَ النِّسَاءُ يُصَلِّيْنَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰه a قَالَ: كُنَّ يَتَرَبَّعْنَ ثُمَّ اُمِرْنَ اَنْ يَّحْتَفِزْنَ.

(جامع المسانید ج 1ص400)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر o سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ a کے زمانہ میں عورتیں کیسے نماز پڑھتی تھیں؟ آپ o نے جواب دیا کہ وہ پہلے قعدہ میں آلتی پالتی مار کر بیٹھتی تھیں، پھر ان کو حکم دیا گیا کہ اپنی سرینوں پر بیٹھا کریں۔

مسجد اور گھر کون کس جگہ نماز ادا کرے؟

دلیل نمبر۱۳:

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ l قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰه a :صَلٰوةٌ مَعَ الْاِمَامِ اَفْضَلُ مِنْ خَمْسٍ وَّ عِشْرِيْنَ صَلٰوةً يُصَلِّيْهَا وَاحِدٌ. (الصحیح لمسلم ج 1ص 231)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرۃ l بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ a نے فرمایا: ''امام کے ساتھ نماز پڑھنا تنہا پچیس نمازیں پڑھنے سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔''

دلیل نمبر۱۴:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ o عَنِ النَّبِی a قَالَ: صَلٰوةُ الْمَرْاَةِ وَحْدَهَا اَفْضَلُ عَلٰی صَلٰوتِهَا فِی الْجَمْعِ بِخَمْسٍ وَّ عِشْرِیْنَ دَرَجَةً.

(التیسیر الشرح لجامع الصغیر للمناوی ج 2 ص195' جامع الاحادیث للسیوطی ج 13ص 497 حدیث نمبر 13628)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر o بیان کرتے ہیں کہ نبی a نے فرمایا: ''عورت کا اکیلے نماز پڑھنا اس کی نماز باجماعت پر پچیس گنا فضیلت رکھتی ہے۔''

دلیل نمبر۱۵:

عَنْ اُمِّ حُمَیْدٍ اِمْرَاَةِ اَبِیْ حُمَیْدِ السَّاعِدِیِّ o اَنَّهَا جَائَتْ اِلَی النَّبِی a فَقَالَتْ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّیْ اُحِبُّ الصَّلٰوةَ مَعَکَ. قَالَ قَدْ عَلِمْتُ اَنَّکِ تُحِبِّیْنَ الصَّلٰوةَ مَعِیْ وَ صَلٰوتُکِ فِیْ بَیْتِکِ خَیْرٌ مِّنْ صَلَاتِکِ فِیْ حُجْرَتِکِ وَ صَلٰوتُکِ فِیْ حُجْرَتِکِ خَیْرٌ مِّنْ صَلٰوتِکِ فِیْ دَارِکِ وَ صَلٰوتُکِ فِیْ دَارِکِ خَیْرٌ مِنْ صَلٰوتِکِ فِیْ مَسْجِدِ قَوْمِکِ وَ صَلٰوتُکِ فِیْ مَسْجِدِ قَوْمِکِ خَیْرٌ مِّنْ صَلٰوتِکِ فِیْ مَسْجِدِیْ. قَالَ فَاَمَرَتْ فَبُنِیَ لَهَا مَسْجِدٌ فِیْ اَقْصٰی شَیْءٍ مِنْ بَیْتِهَا وَ اَظْلَمِهٖ وَ کَانَتْ تُصَلِّیْ فِیْهِ حَتّٰی لَقِیَتِ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ.

(الترغیب والترهیب للمنذری ج 1 ص225 باب ترغیب النساء فی الصلاة فی بیوتهن و لزومها و ترهیبهن من الخروج منها)

ترجمہ: حضرت ابوحمید الساعدی l کی بیوی ام حمید m نبی اکرم a کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میں آپ a کے ساتھ نماز پڑھنے کو پسند کرتی ہوں۔ آپ a نے فرمایا: میں جانتا ہوں کہ تو میرے ساتھ نماز پڑھنے کو پسند کرتی ہے۔ (لیکن) تیرا اپنے گھر میں نماز پڑھنا تیرے حجرے میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے' اور تیرا حجرے میں نماز پڑھنا چار دیواری میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے' چار دیواری میں نماز پڑھنا تیری قوم کی مسجد میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور قوم کی مسجد میں نماز پڑھنا میری مسجد میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔ حضرت ام حمید m نے (آپ a کی منشا سمجھ کر) اپنے گھر والوں کو حکم دیا تو ان کے لیے گھر کے دور اور تاریک ترین

گوشہ میں نماز کی جگہ بنادی گئی۔ وہ اپنی وفات تک اسی میں نماز پڑھتی رہیں۔

مرد وعورت کی نماز کا فرق اور فقہاء اربعہ

(1):قَالَ الْاِمَامُ الْاَعْظَمُ فِی الْفُقَهَاءِ اَبُوْحَنِیْفَةَ e :وَالْمَرْاَةُ تَرْفَعُ یَدَیْهَا حِذَاءَ مَنْکِبَیْهَا هُوَ الصَّحِیْحُ لِاَنَّهٗ اَسْتَرُ لَهَا.

(الهداية فی الفقه الحنفی ج1 ص84 باب صفة الصلوة)

وَقَالَ اَیْضاً:وَالْمَرْاَةُ تَنْخَفِضُ فِیْ سُجُوْدِهَاوَتَلْزَقُ بَطْنَهَا بِفَخْذَیْهَا لِاَنَّ ذٰلِکَ اَسْتَرُ لَهَا.

(الهداية فی الفقه الحنفی ج1 ص92)

ترجمہ:امام اعظم ابوحنیفہ e فرماتے ہیں کہ عورت اپنے ہاتھوں کو اپنے کندھوں تک اٹھائے کیونکہ اس میں پردہ زیادہ ہے۔مزید فرمایا:عورت سجدوں میں اپنے جسم کو پست کرے اور اپنے پیٹ کو اپنی رانوں کے ساتھ ملائے کیونکہ اس کے جسم کو زیادہ چھپانے والا ہے۔

(2) قَالَ الْاِمَامُ مَالِکُ بْنُ اَنَس e :وَالْمَرْاَةُ دُوْنَ الرَّجُلِ فِی الْجَهْرِ وَهِیَ فِیْ هَیْاَةِ الصَّلَاةِ مِثْلَهٗ غَیْرَ اَنَّهَا تَنْضَمُّ وَ لَا تُفَرِّجُ فَخِذَیْهَا وَلَا عَضُدَیْهَاوَتَکُوْنُ مُنْضَمَّةً مُتَرَوِّیَةً فِیْ جُلُوْسِهَا وَسُجُوْدِهَا وَاَمْرِهَا کُلِّهٖ.

(رسالة ابن ابی زید القیروانی المالکی ص34)

ترجمہ:امام مالک بن انس e نے فرمایا:عورت کی نماز کی کیفیت مرد کی نماز کی طرح ہے مگر یہ کہ عورت سمٹ کر نماز پڑھے' اپنی رانوں اور بازوؤں کے درمیان کشادگی نہ کرے اپنے قعود' سجود اور نماز کے تمام احوال میں۔

(3):قَالَ الْاِمَامُ مُحَمَّدُ بْنُ اِدْرِیْسَ الشَّافِعِی e :وَقَدْاَدَّبَ اللّٰهُ النِّسَاءَ بِالْاِسْتِتَارِ وَاَدَّبَهُنَّ بِذَالِکَ رَسُوْلُهٗ a وَاُحِبُّ لِلْمَرْاَةِ فِی السُّجُوْدِ اَنْ تَنْضَمَّ بَعْضَهَااِلٰی بَعْضٍ وَتَلْصَقُ بَطْنَهَا بِفَخِذَیْهَا وَتَسْجُدُ کَاَسْتَرِمَایَکُوْنُ لَهَاوَهٰکَذَا اُحِبُّ لَهَا فِی الرُّکُوْعِ وَ الْجُلُوْسِ وَجَمِیْعِ الصَّلَاةِ اَنْ تَکُوْنَ فِیْهَاکَاَسْتَرِ مَایَکُوْنُ لَهَا.

(کتاب الام للشافعی ج 1ص 286ص 287باب التجافی فی السجود)

ترجمہ:امام محمد بن ادریس الشافعی e نے فرمایا:اللہ تعالی نے عورت کو پردہ پوشی کا ادب سکھایا ہے اور رسول اللہ a نے بھی یہی ادب سکھایا ہے۔اس ادب کی بنیاد پر میں عورت کے لیے یہ پسند کرتا ہوں کہ وہ سجدہ میں اپنے بعض اعضاء کو بعض کے ساتھ ملائے اور اپنے پیٹ کو رانوں کے

ساتھ ملا کر سجدہ کرے اس میں اس کے لیے زیادہ ستر پوشی ہے۔اسی طرح میں عورت کے لیے رکوع' قعدہ اور تمام نماز میں یہ پسند کرتا ہوں کہ وہ نماز میں ایسی کیفیات اختیار کرے جس میں اس کے لیے پردہ پوشی زیادہ ہو۔

(4):قَالَ الْاِمَامَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَل e :وَالْمَرْاَةُ كَالرَّجُلِ فِیْ ذٰلِکَ كُلِّهٖ اَنَّهَا تَجْمَعُ نَفْسَهَا فِی الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ وَتَجْلِسُ مُتَرَبِّعَةً اَوْتَسْدُلُ رِجْلَيْهَافَتَجْعَلُهُمَا فِیْ جَانِبِ يَمِيْنِهَا.....قَالَ اَحْمَدُ:اَلسَّدْلُ اَعْجَبُ اِلَیَّ.

(الشرح الکبیر لابن قدامة ج1 ص599 ' المغنی لابن قدامة ج1 ص635)

ترجمہ:امام احمد بن حنبل e نے فرمایا: سب احکام میں مرد کی طرح ہے مگر رکوع وسجود میں اپنے جسم کو سکیڑ کر رکھے اور آلتی پالتی مار کر بیٹھے یا اپنے دونوں پاؤں اپنی دائیں جانب نکال کر بیٹھے۔

امام احمد بن حنبل e نے فرمایا:''عورت کا اپنے دونوں پاؤں اپنی دائیں جانب نکال کر بیٹھنا میرے ہاں پسندیدہ عمل ہے۔''

چند محدثین کے نام جنھوں نے مرد وعورت کی نماز میں فرق بیان کیا:

(1)امام ابراہیم نخعی e م96ھ۔آپ محدث ومفتی کوفہ ہیں۔

(2)امام مجاہد e م102ھ۔محدث ومفتی مکہ ہیں۔

(3)امام عامر الشعبی e م104ھ۔آپ کی 500 صحابہ n سے ملاقات ثابت ہے۔کوفہ کے بہت بڑے محدث' فقیہ' مفتی اور مغازی کے امام تھے۔

(4)امام حسن بصری e م110ھ۔ بصرہ کے محدث اور مفتی تھے۔

(5)امام عطاء e م114ھ۔ آپ محدث ومفتی مکہ ہیں۔

مولانا عبدالحئ لکھنوی e کا فیصلہ:

قَالَ الْاِمَامُ عَبْدُ الحئی اللَّكْنَوِی e : وَاَمَّا فِیْ حَقِّ النِّسَاءِ فَاتَّفَقُوْا عَلٰی اَنَّ السُّنَّةَ لَهُنَّ رَفْعُ الْيَدَيْنِ عَلَی الصَّدْرِ لِاَنَّهَامَا اَسْتَرُ لَهَا.

(السعایة ج 2ص156)

ترجمہ:عورتوں کے حق میں علماء نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ اس کے لیے سینہ تک ہاتھ اٹھانا سنت ہے کیونکہ اس میں پردہ زیادہ ہے۔

نوٹ: اصول حدیث کے مطابق بعض مقامات میں دو کتب کے حوالے دیے گئے ہیں دوسرے حوالے کے الفاظ کبھی بعینہ اول ہوں گے اور کبھی معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ ہوں

نوٹ: اس کے علاوہ مرکز اھل السنۃ والجماعۃ سرگودھا میں 12 روزہ دورہ تحقیق المسائل کے اسباق میں خطیب اہل السنّت مولانا عبدالشکور حقانی نے اس موضوع پر تفصیلی سبق پڑھایا جس کو ہماری سائیٹ alittehaad.org پر ملاحظہ کیا جاسکتا ہے مزید یہ کہ دورہ تحقیق المسائل میں پڑھائے جانے والے تمام اسباق کی ڈی وی ڈیز بھی منگوائی جاسکتی ہیں۔

رابطہ نمبر: 0322-4959155

وال چارٹ منگوانے کا پتہ: مکتبہ اھل السنۃ والجماعۃ 87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا

رابطہ نمبر: 0321-6353540

بیک			
بیک فل پیج 4 کلر	3000	3/4 بیک پیج 4 کلر	2500
ہاف بیک پیج 4 کلر	2000	1/4 بیک پیج 4 کلر	1500
اندرون			
فل پیج ون کلر	1800	3/4 ون کلر	1500
ہاف پیج ون کلر	1300	1/4 ون کلر	800
مین پیج ان سائیڈ			
فل پیج ون کلر	2000	3/4 پیج ون کلر	1300
ہاف پیج ون کلر	1000	1/4 پیج ون کلر	800
ایک پٹی 1.5 انچ مین ٹائٹل	2000	پٹی 1.5 انچ بیک ٹائٹل	600

رواجِ بے حجابی خوشنما کانٹوں کی مالا ہے

مولانا محمد نایاب حسن دارالعلوم دیوبند

یوں تو عصر حاضر میں اسلام اور مسلمانوں پر مختلف النوع تابڑتوڑ حملے ہورہے ہیں؛ چنانچہ کبھی انھیں بنیاد پرست ہونے کا طعنہ دیا جاتا ہے، کبھی قدامت پرستی کی پھبتیاں کسی جاتی ہیں، کبھی دہشت گردی کی تہمت سے نوازا جاتا ہے، کبھی قرآنِ مقدس کی آیاتِ قتال کے اخراج کی بات کی جاتی ہے، کبھی اسلامی تعلیم گاہوں کو ہدف تنقید بنایا جاتا ہے اور نہ جانے کتنے اعتراضات واشکالات ہیں، جو مسلمانوں پر؛ بلکہ دراصل اسلام پر کیے جاتے ہیں۔

اسلام کے خلاف شدومد کے ساتھ کیے جانے والے ان اعتراضات میں سے اک اہم، تعجب خیز؛ بلکہ ہردلِ مسلم کے لیے دھماکہ خیز اعتراض وہ ہے جو حاقدین اسلام، اس کی حقانیت ظاہرہ اور اس کی روشن تعلیمات سے کورچشمی برتنے والے اہل مغرب اور ان کے پروردوں کی جانب سے ایک طویل عرصے سے پیہم اچھالا جاتا ہے، وہ اعتراض اسلام کے مبنی بر مصالح حکمِ حجاب پر ہے، یہ حکم اپنے تمام تر وضوح، ثمر آور اور دوررس ومثبت نتائج رکھنے کے باوجود عقل کے دشمنوں کے گلے ہی نہیں اترتا؛ چنانچہ مغرب سے اس کے خلاف بڑی پرزور وپرشور آوازیں اٹھتی رہتی ہیں، جن کی دھمک بلادِ عربیہ اور ایشیا تک میں نہ صرف محسوس کی جاتی ہے؛ بلکہ چند ایک متنور اور روشن خیال قسم کے لوگ ان کی سُر میں سُر ملانے کے لیے آگے بڑھتے نظر آتے ہیں؛ بقصد اختصار ہم صرف گذشتہ دو سالوں کا عالمی منظرنامہ پیش کرتے ہیں، جس سے اس مسئلے کی زبردست حساسیت واہمیت واشگاف ہوتی ہے۔

فروری 2009 کو فرانس کی ایک بڑی یونیورسٹی کی پچیس سالہ طالبہ ''صابرین تروجات'' کو اس کے پیش کردہ تحقیقی مقالے کے انعام کے طور پر دیے جانے والے اسکالرشپ کو اس وجہ

سے روک لیا گیا کہ وہ طالبہ برقع میں تھی، اسی سال جون کے مہینے میں اسلامی ملک بلجیم کی صوبائی اسمبلی کی ممبر ''ماہ نور'' کے باحجاب پارلیمنٹ جانے کی وجہ سے دائیں بازو کے ایک ممبر نے کورٹ میں اس کے خلاف جمہوریت کی پامالی کا مقدمہ دائر کر دیا، اسی سال کی پہلی جولائی کو جرمنی کے شہر ''ڈریسڈن'' کے ایک کورٹ (یعنی عدل گاہ اور انصاف کے مسکن) میں بیس سالہ خاتون ''مروہ شربینی'' پر چاقو سے بہیمانہ حملہ کیا گیا جو بالآخر جان لیوا ثابت ہوا اور جولائی ہی کی سات کو جب کہ ''مروہ شربینی'' کا خونِ ناحق ابھی تازہ ہی تھا کہ ایک فرنچ مسلم خاتون کو اس کے ٹیلرنگ ورکشاپ سے نکال دیا گیا، سبب اس کا بھی حجاب ہی تھا۔

اسی طرح 2010 میں بھی فرانس کے صدر ''سرکوزی'' کے زہرناک بیانات کا تسلسل رہا؛ بلکہ حجاب پر پابندی کو سرکاری قانون بنانے کی بھی کوشش کی گئی، بعض اسلامی ملکوں سے بھی مسئلہ حجاب کے حوالے سے غیر ذمہ دارانہ رویہ کا اظہار کیا گیا، ایشیاء ؔ کے ایک بڑے جمہوری ملک ہندوستان میں بھی شاہانِ مغرب کی ہاں میں ہاں ملانے کا افسوس ناک منظر دیکھنے کو ملا؛ چنانچہ ایک نام نہاد مسلم خاتون، میدان سیاست کی سرگرم کارکن اور سابق فلمی ایکٹرس کی طرف اسلامی پردے کو غیر ضروری اور بے فائدہ بتلایا گیا، کاغذی شیر، پیرنابالغ اور مسلمانوں کے خلاف زہر اگلنے کے کسی بھی موقع کی ٹوہ میں لگے رہنے والے شیوسینک لیڈر ''بالا صاحب ٹھاکرے'' نے بھی برقع پر پابندی کا مطالبہ کیا؛ اس لیے کہ ہندوستان کی صنعتی راجدھانی ''ممبئی'' کے اڑدھامی علاقے ''اندھیری'' سے کسی نقاب پوش نے ایک بچے کا اغوا کر لیا تھا اور چلتے چلتے سال کے اخیر میں یہ خبر بھی سننے کو ملی کہ اس سال عالمی نقشے پر اپنی جرات و بیباکی کی چھاپ چھوڑنے اور اسرائیل کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنے کی وجہ سے عالمی میڈیا کی سرخیوں میں رہنے والے اسلامی ملک ''ترکی'' کی استنبول یونیورسٹی کے کلیۃ الطب کی ایک طالبہ کو اس کے استاذ نے نقاب پوش ہونے کی وجہ سے لیکچر روم سے نکال دیا اور اس طالبہ کے مجلس تعلیمی سے شکایت کرنے کے بعد

یونیورسٹی کو طالبہ کے (خواہ نقاب پوش ہو) محاضرے میں شرکت کی مطلق اجازت کا قانون نافذ کرنا پڑا، اس استاذ اور اس کے ہم نواؤں کا کہنا تھا کہ نقاب لگا کر کلاس میں آنا، جمہوری آئین کی خلاف ورزی ہے اور ترکی آئین اس کی اجازت نہیں دیتا؛ جبکہ مجلس تعلیمی کی طرف سے کہا گیا کہ ترکی کے دستور میں یہ بھی ہے کہ کسی بھی شخص کو حصولِ تعلیم کے حق سے باز نہیں رکھا جاسکتا اور بالآخر بات مجلس ہی کی معتبر رہی۔

اسلامی مفکرین دانشوران اور امت کے احوال کے تئیں واقعیت پسندی سے کام لینے والے ہر شخص کے دل میں ان سوالات کا کھٹکنا بالکل یقینی اور بدیہی ہے کہ آخر اسلامی پردے کے تئیں اس تنگ نظری کی کیا وجہ ہے؟ اور پردہ داری کی وجہ سے صرف مسلم خواتین کے حق میں ہی ہر نوع کا تشدد کیوں روا رکھا جارہا ہے؟ حالانکہ عیسائی راہبات اور بدھسٹ مذہب پرست عورتوں میں بھی اس کا خوب چلن ہے اور سب سے اہم یہ کہ اعداء اسلام کی ان ریشہ دوانیوں کے سامنے گھٹنے ٹیک کر اسلامی معاشرے ہی سے جنم لینے والے چند ایک مذہب بیزار ذہنیت رکھنے والوں کی طرف سے ''چلو تم ادھر کو ہوا ہو جدھر کی'' کی صدائے مسلسل کیوں آرہی ہے؟۔

حکم حجاب پر چھینٹا کشی کرنے اور اس کو تنقید کا نشانہ بنانے کی وجہ نام نہاد جمہوریت کی پامالی کو بتایا جاتا ہے؛ حالانکہ دیگر مذاہب کی ماننے والی خواتین بھی اپنا مذہبی لباس پہنتی ہیں اور کسی بھی پبلک مقام یا تعلیم گاہ میں آنے کی ان کو کھلی اجازت ہوتی ہے۔

آخر جمہوریت کی بحالی کے لیے یہ دوہرے پیمانے کیوں؟ ایک طرف تو اسلامی پردے پر روک لگائی جائے اور دوسری طرف دیگر افراد کے لیے کوئی قید نہ ہو۔

بات دراصل یہ ہے کہ ان کے دعوے کے پیچھے ان کی بدنیتی پوشیدہ ہے، حکمِ حجاب پر پابندی کا مطالبہ اس لیے نہیں کرتے جو وہ ظاہر کرتے ہیں؛ بلکہ ان کے اس پروپیگنڈے کے پس پردہ اسلام کی بڑھتی ہوئی حیرت انگیز طور پر مقبولیت، اس کی بے پناہ کشش اور تعجب خیز حد تک

حقیقت بیں افراد کے اسلام کے حظیرۂ قدس میں پناہ لینے کے غیر منتہی تسلسل کو منقطع کرنے کی گھناؤنی سازشیں سرگرم عمل نظر آتی ہیں، وہ دیکھتے ہیں کہ اسلام کی قدرتی مقناطیسیت ہر فردِ باشعور کو اپنی طرف حیرت ناک حد تک کھینچے جارہی ہے، ہر سال اسلامی تعلیمات کی شفافیت سے متاثر ہوکر بے شمار افراد قبول اسلام سے مشرف ہورہے ہیں، اسی طرح اسلام کے حکمِ حجاب سے متاثر ہوکر ان گنت خواتین اسلام کی طرف جھک رہی ہیں؛ بلکہ چند ایک نومسلم خواتین کے یہ تاثرات دشمنانِ اسلام کے دماغ کی چولیں ہلائے دے رہے ہیں کہ وہ حجاب اپنا کر اپنے آپ کو انتہائی محفوظ محسوس کررہی ہیں، حجاب اور باحجاب خواتین کو تشددِ بے جا کا نشانہ بنائے جانے کی وجہ صرف اور صرف یہی ہے۔

ایسے نازک ترین اور تشویشناک صورتِ حال میں اسلامی سوسائٹی کا یہ فریضہ ہے کہ اسلام کی بیٹیوں کو ان کی اصلیت سمجھائے، اسلامی تعلیمات سے روشناس کرائے، انھیں بتائے کہ اسلام نے حجاب کا حکم دے کر تم پر ظلم نہیں کیا ہے؛ بلکہ تمہاری عصمت وعفت کی حفاظت کا ایک اچھا انتظام کیا ہے۔ ان کے ذہن ودماغ میں یہ تصور بٹھادے کہ اگر حالات کے تھپیڑے اور حوادث دہر کی بے دردیاں کہیں تمہیں تلاش معاشِ میں بیرونِ خانہ نکلنے پر مجبور کردیں تو بھی تم اپنی ناموس کے تحفظ کی خاطر حجاب سے ہرگز باہر نہ آنا، انہیں یہ بھی ذہن نشین کرادیا جائے کہ اگر تم کسی بڑی دانش گاہ کی طالبہ ہو تو بھی پردہ نشینی سے دامن نہ جھٹک دینا، ان کے دلوں میں یہ حقیقت نقش کالحجر کردی جائے کہ تمہارے لیے شفقتِ مادریت، محبت خواہریت اور شوہر کے ساتھ اطاعت شعاری ووفاکیشی ایک عظیم شرف ہے نہ کہ بوجھ اور تکلیف کا سامان، انہیں اسلام کی روشن تعلیمات کے ذریعہ یہ باور کرادیا جائے کہ اسلام نے؛ بلکہ اسلام ہی نے تمہارے تمام حقوق کو کما حقہ ادا کیا ہے، انہیں یقین دلایا جائے کہ اسلام نے ماں ہونے کی صورت میں تمہارے قدموں تلے جنت رکھا ہے، بہن ہونے کی صورت میں بھائیوں کے بے مثال لاڈ وپیار سے نوازا ہے اور بیوی ہونے کی

صورت میں تمہیں گھر کی ملکہ بنایا ہے، انہیں یاد دلایا جائے کہ اسلامی تاریخ میں صدیق وفاروق، عثمان وعلی، خالد وابن الوقاص وابن زیاد وابن قاسم، ایوبی، زنگی، بوحنیفہ ومالک، جنید وشبلی اور ان جیسے ہزاروں جواہر ریزے تمہاری دَین ہیں؛ لہٰذا وقت کے تند وتیز جھکڑ تمہارے پائے ثبات میں ذرا بھی لغزش نہ پیدا کرنے پائیں اور تمہاری ناموس ووقار کے لٹیروں کی سازشیں ہرگز ہرگز تمہیں اپنے دین سے سرگشتہ نہ کرنے پائیں۔

اسی طرح مسلم معاشرے کے تنور پسند اور تہذیب جدید کو خوش آمدید وآفریں کہنے والوں کی غیرت وحمیت پر تازیانے برسائے جائیں، ان سے پوچھا جائے کہ کیا تم اتنے دیوث ہوگئے کہ سرِ عام اپنی عزت وناموس کو بیچنے کے لیے تیار ہو؟ کیا تم چاہتے ہو کہ مغرب کی عریانیت وفحاشی اسلام کے حصن حصین میں درآئے؟ کیا تم پسند کروگے کہ تمہاری بیٹیاں سرِ بازار اپنے حسن کی نمائش کریں، نائٹ کلبوں، رقص گاہوں اور تھیٹروں میں عریاں ونیم عریاں ہوکر شہوت رانی وہوس پرستی کے خوگروں کے لیے اپنی موسیقی سے لذت گوش، اپنے رقص وناز وادا سے لذت نظر اور اپنے صنفی کمالات (اور درحقیقت حیوانیت) کے ذریعہ لذت جسم بن جائیں؟

ان مائل بہ آوارگی ذہنوں اور مذہب ومذہبیات کے پالے سے اپنے کندھے کو جلد از جلد ہلکا کرنے کو بے تاب افراد کے سامنے تاریخ کی روداد ورق در ورق کھول کر رکھ دی جائے، انہیں بتایا جائے کہ تہذیبِ یونان کے آفتابِ نیم روز کے گہنانے کی وجہ صرف اور صرف یہ تھی کہ اہل یونان خدا کی دی ہوئی بے پناہ دولت، سیم وزر کے ذخائر اور وسائل معیشت کی بے پناہ فراوانی کا صحیح اور موزوں طریقہ پر استعمال کرنے کی بجائے عیش وعشرت کے دل دادہ ہوگئے تھے، حسن وعشق کے درمیان پردہ نام کی کوئی چیز نہ تھی، شہوت رانی جنون کی حد تک ان کے دل ودماغ پر چھا چکی تھی بالآخر شورش شباب وکباب اور فتنۂ خم وساغر نے ان کا قصہ ہی پاک کرڈالا اور تاریخ میں وہ فقط افسانۂ عبرت بن کر رہ گئے، پھر روم کی بلند اقبالی کا دورِ ہمایوں آیا، ان کی تہذیب کا بھی خوب چرچا

رہا، دنیا کے خطے خطے اور گوشے گوشے میں ان کی عظمت کی دھوم مچ رہی تھی۔

مگر انھوں نے بھی وہی غلطی کی کہ کہاں تو عصمت وعفت کو ایک قیمتی شئی سمجھا جاتا تھا اور اسی کو معیارِ شرافت گردانا جاتا تھا، اخلاق کا معیار کافی بلند تھا؛ مگر اچانک اخلاقیات کے سارے بندٹوٹ پڑے اور روم میں شہوانیت، عریانیت اور فواحش کا سیلاب بلاخیز پھوٹ پڑا تھیٹروں میں بے حیائی کے کھلم کھلا مظاہرے ہونے لگے، ننگی اور فحش تصویریں ہر گھر کی زینت کے لیے ضروری ہوگئیں، قحبہ گری کے کاروبار کو اتنا فروغ حاصل ہوا کہ قیصر ٹائبریس (۴۱م تا ۳۷م) کو معزز خاندانوں کی عورتوں کو پیشہ ور طوائف بننے سے روکنے کے لیے مستقل قانون پاس کرنا پڑا، رومی لٹریچر میں فحش اور عریاں مضامین بے تکلف پڑھے جاتے تھے؛ بلکہ وہی ادب مقبول عام ہوتا تھا جس میں استعارے کنائے کا بھی کوئی گذر نہ ہو، بہیمی خواہشات سے اس قدر مغلوب ہوجانے کے بعد تہذیبِ روم کا قصرِ عظمت ایسا پیوندِ خاک ہوا کہ پھر اس کی ایک اینٹ بھی اپنی جگہ قائم نہ رہ سکی۔

مسلم معاشرہ کے عقل باختہ اور فریب خوردہ افراد کو مغربی تہذیب اور اس کے لائے ہوئے گناہوں کے سیلاب کے بارے میں کھول کھول کر بیان کیا جائے انہیں بتایا جائے کہ فرماں روایانِ مغرب کا نعرۂ مساواتِ مرد وزن، ان کے معاشی استقلال کی صدائے بازگشت اور مرد وعورت کے آزادانہ اختلاط کے اس پروپیگنڈے کے پس منظر میں کیا ہے، وہ دراصل بھانپ چکے ہیں کہ مسلمانوں کو ان کے دین، ان کے نبی اور ان کے قرآن سے برگشتہ کرنے کے لیے ظلم وعدوان کی ہر تدبیر ناکارہ ہوتی جارہی ہے، لالچ اور حرص وطمع دے کر بھی ہم انھیں شیشے میں نہ اتار سکے؛ اس لیے انھوں نے ایسے پرفریب نعرے دیے کہ بہ ظاہر ہر سننے والا اس کو اپنے دل کی آواز سمجھ بیٹھے اور باور کرلے کہ واقعتاً عورت کی صنف اب تک دبی کچلی تھی اور تہذیبِ غرب کے علمبرداروں کی ان کے حقوق کی بازیابی کی کوششوں کو سراہنا چاہیے؛ بلکہ ان کے قدم سے قدم ملا کر

تعاون باہمی کا مکمل ثبوت دینا چاہیے؛ حالانکہ مغرب کی پالیسی وہ بالکل نہیں جو وہ ظاہر کرتے ہیں؛ بلکہ وہ فطرت کے مقیاس بدل دینے کے خواہاں ہیں، مساوات کے نام پر عورتوں کو ان کی سکت سے زیادہ مکلّف بنانے کی خطرناک سازش ہے اور سب سے زیادہ ان کی خواہش یہ ہے کہ مسلمان عورتوں پر نشانہ سادھا جائے، ان کے نقاب کو الٹ دیا جائے اور ان کو کوچہ و بازار، رقص گاہ، سرکاری دفاتر اور ہر پبلک مقام پر کھینچ کر لایا جائے اور عورت و مرد کے آزادانہ اختلاط کا اندوہ ناک نتیجہ یہ ہے کہ عورتوں میں حسن کی نمائش، عریانی اور فواحش کو غیر معمولی ترقی ملی ہے، صنفی میلان جو پہلے ہی سے مرد و عورت کے درمیان موجود ہے طاقت ور ہوتا جارہا ہے، پھر اس قسم کے صنفی اختلاط کی سوسائٹی میں دونوں صنفوں کے اندر یہ جذبہ ابھر آتا ہے کہ صنف مقابل کے لیے زیادہ سے زیادہ جاذب نظر بنیں اور جبکہ اخلاقی نظریات کی رو سے ایسا کرنا باعث ننگ و عار بھی نہ ہو؛ بلکہ شان دلربائی کو مستحسن سمجھ لیا گیا ہو تو حسن و جمال کی نمائش اپنی تمام حدوں کو توڑتی چلی جاتی ہے یہاں تک کہ برہنگی کی آخری حد تک پہنچ کر ہی دم لیتی ہے یہی کیفیت اس وقت مغربی تہذیب میں پیدا ہو چکی ہے صنف مقابل کے لیے مقناطیس بننے کی خواہش عورت میں اتنی بڑھ گئی ہے (اور کسی لمحہ رکنے کا نام نہیں لیتی) کہ شوخ و شنگ لباسوں، غازوں کی تہوں، سرخیوں اور بناؤ سنگار کے نت نئے سامانوں کے استعمال کے باوجود اس کی شہوت نمائش حسن کو قطعی تسکین نہیں ملتی؛ چنانچہ وہ تنگ آکر کپڑوں سے باہر نکل پڑتی ہے، یہاں تک کہ بسا اوقات بدن پر تار تک نہیں رہنے دیتی، ادھر مردوں کی طرف سے ”ھل من مزید“ کی مسلسل صدا ہے؛ کیوں کہ جذبات میں جو آگ لگی ہے وہ بے حجابی کے ہر منظر پر سرد نہیں ہوتی؛ بلکہ اس میں اور شعلگی آجاتی ہے اور مزید بے حجابی کا مطالبہ کرتی ہے ان غریبوں کی پیاس بڑھتے بڑھتے، ایسی حالت ہو چکی ہے، جیسے کسی کو استسقاء کا مرض ہو اور پانی کے ہر گھونٹ کے حلق سے نیچے اترنے پر اس کی پیاس مزید بڑھتی جاتی ہو، حد سے

بڑھی ہوئی شہوانیت کی تسکین کے لیے وہ ہر ممکن طریقہ استعمال کرتے ہیں؛ چنانچہ یہ ننگی تصویریں، یہ فحش لٹریچرس، یہ عشق ومحبت کے افسانے یہ عریاں اور جڑواں ناچ کے حیا سوز مناظر اور یہ جذبات شہوانی سے بھری ہوئی فلمیں آخر کیا ہیں؟ سب اسی آگ کو بجھانے (اور دراصل بھڑکانے) کے سامان ہیں، جو اس غلط معاشرت نے سینوں میں لگا رکھی ہے، اور اس بے حیائی وعریانیت کا نام انھوں نے آرٹ، ثقافت اور فنون لطیفہ رکھا ہے

مغرب کی اس فحاشیت سے خود اس معاشرے میں جنم لینے والی بیٹیاں تنگ آچکی ہیں، جوان میں تعلیم یافتہ اور باشعور ہیں، وہ اسلام کے غیر جانبدارانہ مطالعہ کے بعد بصد شوق ورغبت اسلام کی آغوش میں پناہ گزیں ہورہی ہیں، اور ایسی خواتین کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہورہا ہے، مغرب کی تہذیب کی بنیادوں کو گھن لگ چکا ہے اور اس کی عظمت وسطوت کا بلند وبالا محل زمین دوز ہوا ہی چاہتا ہے۔

اب ایک بار پھر ان مغرب زدہ مشرقیوں سے پوچھا جائے کہ کیا تم اسی تہذیب کے حامی بننا چاہتے ہو جس کے دن گنے جاچکے ہیں؟ جس کی گود میں پلنے والے افراد ہی اس سے دامن چھڑانے کو بے تاب ہیں، جس کی دَین کہ انسان جسے اللہ نے مکرم بنایا تھا وہ ذلت ورسوائی کی تمام حدوں سے گذر چکا ہے۔ تہذیب جدید کے ان ہلاکت خیز نتائج کے سامنے آجانے کے باوجود اگر تمہیں عقل نہ آئی، تم نے اپنے خاندان اور معاشرے میں اسلامی حجاب کو رواجِ عام نہ دیا، تو اس دن کے لیے تیار رہنا، جب تمہاری ''فراخ دلی'' کشادہ ظرفی'' اور ''مارڈنیسٹ'' بننے کے شوقِ بے پناہ کی بھینٹ خود تمہاری بیٹی چڑھ جائے اور تمہیں اس نیلگوں آسمان کے نیچے اور اس روئے زمین پر ذلت ورسوائی کے سیاہ ترین دھبے کو دھونے کے لیے کوئی جگہ میسر نہ ہو۔

وَلَا رَادَّ لِقَضَائِه

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

پر غلط الزام اور اس کا جواب

مولانا محمد نافع محمدی شریف جھنگ

مرزائی امت حضرت صدیقہ کا قول (قولوا انه خاتم الانبياء ولا تقولوا لا نبی بعده) پیش کر کے آپ کا اجرائے نبوت کے عقیدہ کے ساتھ متفق ہونا ثابت کرتے ہیں، ان لوگوں کا اپنے زعم میں یہ بڑا مایہ ناز استدلال ہے اس پر بہت کچھ حاشیہ آرائی کی جاتی ہے۔

واضح ہو کہ کتاب مختلف الحدیث لابن قتیبہ الدینوری صفحہ ۲۳۶ میں حضرت صدیقہ کے قول ہذا کی توجیہہ بالفاظ ذیل منقول ہے:

واما قول عائشة قولوا لرسول الله صلى الله عليه وسلم خاتم الانبياء ولا تقولوا لا نبی بعده فانها تذهب الى نزول عيسىٰ عليه السلام وليس هذا من قولها ناقضا لقول النبی صلى الله عليه وسلم لا نبی بعده لانه اراد "لا نبی بعدی" يمسخ ما جئت به كما كانت الانبياء عليهم السلام تبعث بالنسخ وارادت هی لا تقولوا ان المسيح لاينزل بعده.

اس کا مفہوم ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے جو یہ مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ حضور علیہ السلام کو خاتم النبیین کہو اور یوں نہ کہو کہ آپ علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہیں تو آپ رضی اللہ عنہا کے اس فرمان کا تعلق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے ہے اور یہ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث "لا نبی بعدی" کے خلاف نہیں ہے کیونکہ آپ علیہ السلام کا مطلب یہ ہے کہ ایسا کوئی نبی نہیں آئے گا جو میری شریعت کو منسوخ کر دے جیسا کہ انبیاء علیہم السلام سابق شرع کو منسوخ کرنے کے لیے مبعوث کیے جاتے تھے، جب کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا مطلب یہ ہے تم یہ نہ کہو حضرت مسیح علیہ السلام بھی نہ آئیں گے (بلکہ وہ آئیں گے)

یہ واضح رہے کہ یہ مذکورہ قول درمنثور ج ۵ ص ۲۰۵ میں تحت آیت خاتم النبیین اور مجمع البحار ج ۵ کے تکملہ ص ۵۰۲ بلاسند واسناد درج ہے۔ قادیانیوں نے مذکورہ قول نقل کرتے وقت اس کو سیاق وسباق سے کاٹ کر اپنے مقصد کے موافق الفاظ ذکر کیے ہیں۔ اس کا ماقبل اور مابعد ذکر کرنے میں ان کو خسارہ تھا، اس لیے ترک کر دیا گیا ہے۔ اس لیے ہم ذرا تفصیل کے ساتھ تکملہ مجمع البحار کی عبارت مذکورہ کو نقل کرتے ہیں، تاکہ خود صاحب کتاب کی زبان سے مطلب واضح ہو جائے۔

وفی حدیث عیسٰی انه یقتل الخنزیر و یکسر الصلیب ویزید فی الحلال ای یزید فی حلال نفسم بان یتزوج ویولد له وکان لم یتزوج قبل رفعه الی السماء فزاد بعد الهبوط فی الحلال فحیئنذ یومن کل احد من اهل الکتاب یتیقن بانه بشر. وعن عائشه قولو انه خاتم الانبیاء ولاتقولو لانبی بعده وهذا ناظراً الی نزول عیسیٰ وهذا ایضاً لا ینافی حدیث لانبی بعدی لانه اراد لا نبی ینسخ شرعه.

(تکملہ مجمع البحار طبع ہند صفحہ ۸۵)

یعنی عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد خنزیر کو قتل کریں گے اور صلیب کو توڑ ڈالیں گے اور حلال چیزوں میں زیادتی کریں گے یعنی نکاح کریں گے اور ان کی اولاد ہوگی، آسمان کی طرف چلے جانے سے پہلے انہوں نے شادی نہیں کی تھی ان کے آسمان سے اترنے کے بعد حلال میں اضافہ ہوا۔ (بیاہ شادی سے اولاد ہوگی) اس زمانے ہر ایک اہل کتاب ان پر ایمان لائے گا، یقیناً یہ بشر ہیں (یعنی خدا نہیں ہیں جب کہ عیسائیوں نے عقیدہ گھڑ رکھا ہے) اور صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین کہو اور یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی آنے والے نہیں، یہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا فرمان (**لاتقولوا لا نبی بعده**) اس بات کے مدنظر مروی ہے۔ کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے اور یہ نزول عیسی علیہ السلام حدیث شریف **لانبی بعدی** کے مخالف نہیں ہے اس لیے کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ایسا نبی نہیں آئے گا جو آپ کے دین کا ناسخ ہو (اور عیسیٰ علیہ السلام دین محمدی کی اشاعت اور ترویج کے لیے نازل ہوں گے نہ کہ

اس دین کو منسوخ کرنے کے لیے)

تکملہ مجمع کی تمام عبارت پر نظر کرنے سے صاف ظاہر ہو رہا ہے صدیقہ کا لانبی بعدہ کہنے سے منع فرمانے کا مقصد صرف یہ ہے کہ نزول عیسیٰ علیہ السلام قیامت سے پہلے یقیناً ہوگا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں کے الفاظ سے ان کے عموم کے اعتبار سے عوام کو شبہ اور وہم کو دور کرنے کے لیے حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بعض اوقات ایسا کہنے سے منع فرمایا ہے۔

ثالثاً: حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ امت مسلمہ کے متفقہ عقیدہ کے موافق ختم نبوت کی قائل اور اس اجماعی عقیدہ اور اتفاقی مسئلہ پر خود انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح روایات بیان فرمائی ہیں۔

(۱) پہلی روایت: **عن عائشة ان النبی صلی الله علیه وسلم قال لایبقی بعدی من النبوة شئ الاالمبشرات قالوا یارسول الله! ماالمبشرات؟ قال :الرویا الصالحة یراها الرجل اوتری له.**

(مسند احمد ص ۱۲۹ ج ۶ ورواہ البیہقی فی شعب الایمان وکنز العمال بروایۃ خطیب ج ۸ ص ۳۳)

ترجمہ: حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرے بعد کچھ بھی نبوت باقی نہیں رہی، ہاں صرف مبشرات باقی رہ گئے ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مبشرات کیا چیز ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ''اچھے خواب ہیں آدمی ان کو خود دیکھتا ہے یا اس کے حق میں کوئی دوسرا آدمی ہی دیکھتا ہے۔''

(۲) دوسری روایت: **عن عائشة قالت قال رسول الله صلی الله علیه وسلم انا خاتم الانبیاء ومسجدی خاتم مساجد الانبیاء.**

(کنز العمال بحوالہ الدیلمی وابن النجار والبزار)

ترجمہ: حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں تمام نبیوں کو ختم کرنے والا ہوں اور میری مسجد کے بعد کسی دوسری نبی کی مسجد نہیں ہوگی۔''

ختم نبوت کی ان احادیث کو خود عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں دوسرے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی طرح کسی تاویل وتشریح کے بغیر ذکر کرتی ہیں تو اس کا صاف مقصد یہ ہے حضرت ام المومنین اس مسئلہ پر مہر تصدیق ثبت کر رہی ہیں کہ ہر قسم کی نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے تشریعی، مستقل یا غیر مستقل۔

رابعاً: یہ مرزائی امت کے استدلال کے متعلق نرالے اصول ہیں۔ ایک طرف تو حضرت صدیقہ کی طرف جو مجہول الاسناد قول منسوب ہے، معتبر ومستند مانا جا رہا ہے اور اس کو بڑے آب وتاب کے ساتھ ہمیشہ پیش کیا جاتا ہے اور باوجود تلاش کے اس قول کی صحیح تخریج صحیح اسناد کے ساتھ مرزائیوں کو تا حال نہیں مل سکی۔ دوسری طرف صحیح احادیث مرفوعہ کا ذخیرہ جس میں ختم نبوت روز روشن کی طرح واضح ہے نا قابل قبول ہے سچ یہ ہے کہ:

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

ناظرین کرام کو معلوم ہونا چاہیے کہ قادیانی جماعت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث صحیحہ کے متعلق یہ عقیدہ رکھتی ہے جو حدیث ان کے مسلک کے موافق ہو اس کو تسلیم کر لیا جائے اور جو روایت قادیانی مذاق کے خلاف واقع ہو اس کو رد کر دیا جائے۔

مندرجہ ذیل حوالہ جات میں مرزا صاحب نے اس مسئلہ کو بڑا صاف کر دیا ہے۔

اول: اور جو شخص حکم ہو کر آیا ہے اس کو اختیار ہے کہ حدیثوں کے ذخیرہ میں سے جس انبار کو چاہے خدا سے علم پا کر قبول کرے اور جس ڈھیر کو چاہے خدا سے علم پا کر رد کرے۔

(حاشیہ تحفہ گولڑویہ ص ۱۰)

دوم: اور ہم اس کے جواب میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ میرے اس دعوے کی دلیل حدیث بنیاد نہیں بلکہ قرآن اور وحی ہے جو میرے اوپر نازل ہوئی ہاں تائید طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرف پھینک دیتے ہیں۔ (اعجاز احمدی ص ۳۰)

حضرات!! مرزائیوں کے نزدیک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پاک کو قبول اور رد کرنے کا معیار یہ ہے جو مرزا صاحب نے مذکورہ عبارت میں واضح کر دیا ہے۔ استدلال حدیث کے معاملہ میں مرزائیوں کے لیے یہی اصل الاصول ہے دوسری کوئی صحیح سے صحیح حدیث ان کے ہاں قابل قبول نہیں۔ عوام کی آگاہی کے لیے یہ تحریر کر دیا ہے یاد رہے کہ مذکورہ بالا تفصیل کے ساتھ حضرت صدیقہ کا نظریہ جہاں واضح ہوا ہے وہاں ساتھ ہی صاحب مجمع البحار کا مسلک بھی اپنی جگہ بالکل صاف ہے ان کا دوسرا اعتقاد جمہور اہل اسلام کے خلاف ہرگز نہیں ہے یہ مرزائیوں کا کمال ہے عبارتی ہیر پھیر کر کے انہوں نے اپنی ہمنوائی میں متعدد حضرات کو شمار کر لیا ہے۔

استدراک:

حضرت ام المومنین کے پیش نظر یہ بات تھی کہ **لانبی بعدی** کے ظاہر عموم کی وجہ سے عوام نزول عیسیٰ اور اس حدیث کو تضاد نہ سمجھ لیں اس لیے احتیاطاً انہوں نے **لا نبی بعدہ** کہنے سے منع فرمایا۔ اسی قسم کا ایک قول حضرت مغیرہ بن شعبہ سے منقول ہے۔

عن الشعبی قال قال رجل عندہ المغیرۃ بن شعبۃ محمد خاتم الانبیاء لانبی بعدہ فقال المغیرۃ بن شعبۃ حسبک اذا قلت خاتم الانبیاء فاناکنا نحدث ان عیسی علیہ السلام خارج فان ھوخرج فقد کان قبلہ وبعدہ.

(تفسیر درمنثور ج۵ ص ۲۰۴)

ترجمہ: شعبی سے منقول ہے کہ ایک شخص نے حضرت مغیرہ کے سامنے یہ کہا کہ اللہ رحمت نازل کرے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو خاتم الانبیاء ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں حضرت مغیرہ نے فرمایا خاتم الانبیاء کہہ دینا کافی ہے یعنی **لانبی بعدہ** کہنے کی ضرورت نہیں کیونکہ ہم کو یہ حدیث پہنچی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام پھر تشریف لائیں گے پس جب وہ آئیں گے تو ایک ان کا آنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہوا اور ایک آنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہوگا۔

پس جس طرح مغیرہ ختم نبوت کے قائل ہیں مگر محض عقیدہ نزول عیسیٰ بن مریم کی

حفاظت کے لیے **لانبی بعدی** کہنے سے منع فرمایا اسی طرح حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ختم نبوت کے عقیدے کو تو خاتم النبیین کے لفظ سے ظاہر فرمایا اور اس موہم لفظ کے استعمال سے منع فرمایا کہ جس لفظ سے عیسی علیہ السلام کے نزول کے خلاف کا ابہام ہوتا تھا اور حاشا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کی نبوت کو جائز کہتی ہیں۔

مرزائی مفسر کی شہادت:

محمد علی لاہوری اپنے بیان القرآن میں لکھتے ہیں:

اور ایک قول حضرت عائشہ کا پیش کیا جاتا ہے جس کی سند کوئی نہیں **قولوا خاتم النبیین ولاتقولوا لانبی بعدہ** خاتم النبین کہو اور یہ نہ کہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں اور اس کا یہ مطلب لیا جاتا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ کے نزدیک خاتم النبیین کے معنی کچھ اور تھے اور کاش وہ معنی بھی کہیں مذکور ہوتے۔ حضرت عائشہ کے اپنے قول میں ہوتے، کسی صحابی کے قول میں ہوتے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں ہوتے مگر وہ معنی دربطن کے قائل ہیں اور اس قدر حدیثوں کی شہادت جن میں خاتم النبیین کے معنی **لانبی بعدی** کیے گئے ہیں ایک سند قول پر پس پشت پھینکی جاتی ہے یہ غرض پرستی ہے خدا پرستی نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تیس حدیثوں کی شہادت ایک بے سند قول کے سامنے رد کی جاتی ہے، اگر اس قول کو صحیح مانا جائے تو کیوں اس کا معنی یہ نہ کیے جائیں کہ حضرت عائشہ کا مطلب یہ تھا کہ دونوں باتیں اکٹھی کہنے کی ضرورت نہیں خاتم النبیین کافی ہے جیسا کہ مغیرہ بن شعبہ کا قول ہے کہ ایک شخص نے آپ کے سامنے کہا "**خاتم الانبیاء ولانبی بعدہ**" تو آپ نے فرمایا خاتم الانبیاء تجھے کہنا بس ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ آپ کا مطلب ہو کہ جب اصل الفاظ خاتم النبیین واضح ہیں تو وہی استعمال کرو یعنی الفاظ قرآن کو الفاظ حدیث پر ترجیح دو، اس سے یہ کہاں نکلا کہ آپ الفاظ حدیث کو صحیح نہ سمجھتیں تھیں اور اتنی حدیثوں کے مقابل اگر ایک حدیث ہوتی تو وہ بھی قابل قبول نہ ہوتی چہ جائیکہ صحابہ کا قول ہو۔

(بیان القرآن ج ۲ ص ۱۱۰۳، ۱۱۰۴)

فائدہ: حضرت ام المومنین نے حفظ ماتقدم کا خیال فرماتے ہوئے جو بات فرمائی وہ بہت سے اکابرین نے اپنے اپنے انداز میں لکھی ہے مثلا:

ا: علامہ زمخشری آیت خاتم النبیین کی تشریح کرتے ہوئے کہتے ہیں (فان قلت) کیف کان آخر الانبیاء وعیسیٰ ینزل فی آخر الزمان (قلت) معنی کونه آخر الانبیاء انه الانبیا احد بعده وعیسی ممن نبی قبله وحین ینزل ینزل عاملا علی شریعة محمد مصلیا الی قبلته کانه بعض امته.

(کشاف جلد۲ص۵۴۲ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۱۳۶۷ھ ۱۹۴۸ء)

ترجمہ: اگر تو کہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح آخری نبی ہو سکتے ہیں درانحالیکہ عیسی علیہ السلام آخری زمانہ میں نازل ہوں گے۔ میں کہتا ہوں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کا معنی یہ ہے کہ ان کے بعد کوئی نیا نبی نہیں بنایا جائے گا اور عیسی علیہ السلام آپ سے پہلے نبی بنائے گئے اور وہ جب نازل ہوں گے تو حضور علیہ السلام کی شریعت پر عمل کریں گے، آپ کے قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھیں گے گویا کہ آپ کے امتی ہوں گے۔

۲: حافظ ابن حزم رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

هذا مع سماعهم قول الله تعالی ولکن رسول الله وخاتم النبیین وقول رسول الله صلی الله علیه وسلم لانبی بعدی فکیف یستجیز مسلم ان یثبت بعده علیه السلام نبیا فی الارض حاشا ما استثناء رسول الله صلی الله علیه وسلم فی الآثار المسندة الثابتة فی نزول عیسی ابن مریم علیه السلام فی آخر الزمان.

اللہ تعالیٰ کا فرمان "ولکن رسول الله وخاتم النبیین" اور حضور علیہ السلام کا ارشاد "لانبی بعدی" سن کر کوئی مسلمان کیسے جائز سمجھ سکتا ہے کہ حضور علیہ السلام کے بعد زمین میں کسی نبی کی بعثت ثابت کی جائے سوائے نزول عیسی کے آخری زمانہ میں جو رسول اللہ ﷺ کی صحیح احادیث مسندہ سے ثابت ہے۔

چند فوائد:

(۱) حضرت عائشہ و حضرت مغیرہ بن شعبہ کی طرف سے **لانبی بعدی** کے معنی کا انکار نہیں کیا گیا۔ یہ ایک ایسی واضح بات ہے کہ اس کے لیے کسی بحث کی ضرورت نہیں، محدثین سے **لانبی بعدی** کے ساتھ **لا نبوۃ بعدی** کے الفاظ روایت صحیح سے ثابت ہیں سو وہ اس کا معنی یہ کرتے ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا۔ **فالمعنی انه لایحدث بعده نبی لانه خاتم النبیین السابقین۔**

(مرقات ج ۵ ص ۵۶۴ طبع قدیم)

(۲) **لانبی بعدی** کا مطلب یہ ہے کہ ہر وہ شخص جس پر لفظ نبی بولا جائے اور وہ اس نام سے لوگوں کے سامنے آئے اور اس نام سے اسے ماننا ضروری ہو وہ آپ کے بعد پیدا نہیں ہو سکتا۔ **لا** کا لفظ جب نکرہ پر داخل ہو جیسے **لا الـه الا الله** میں تو وہ عموم اور استغراق کا فائدہ دیتا ہے پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی تشریعی یا غیر تشریعی نبی پیدا نہیں ہو سکتا۔

جب نکرہ نفی کے تحت آئے تو اس میں نفی عام ہوتی ہے لیکن اس عام کا پھیلاؤ محاورات عرب کے مطابق ہوگا اگر کوئی کسی کو نصیحت کرتے ہوئے کہے کہ یہیں جتنے عمل کر سکتے ہو کر لو موت پر سب عمل ختم ہو جائیں گے اور عربی میں کہتے ہیں **لاعمل بعد الموت** تو اس میں لا نفی عام کی دلالت یہ ہوگی کہ موت کے بعد کوئی کسی قسم کا عمل نہ ہو سکے گا یہ نہیں کہ پچھلے کیے اعمال بھی سب ختم ہو گئے **من یعمل مثقال ذرة خیرا یره** پچھلے اعمال سب باقی ہوں گے اور آخرت میں سب سے آگے آئیں گے جس طرح **لا عمل بعد الموت** میں پچھلے اعمال کی نفی نہیں **لانبی بعدی** میں پچھلے انبیاء میں کسی کی حیات کی نفی نہیں۔

(عقیدۃ الامۃ فی معنی ختم النبوۃ ص 143 مع تغییر یسیر)

لا نبی بعدہ کا صحیح معنی:

لانبی بعدہ میں **بعدہ** خبر کے مقام پر آیا ہے اور خبر افعال عامہ یا خاصہ میں سے ہے

اور محذوف ہے اس کے معنی تین طرح ہو سکتے ہیں

(۱) **لانبی مبعوث بعدہ** ؛ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا مرقات شرح مشکوۃ میں یہی ترجمہ مراد لیا گیا ہے جو کہ صحیح ہے

(۲) **لانبی خارج بعدہ** ؛ حضور علیہ السلام کے بعد کسی نبی کا ظہور نہیں ہوگا یہ معنی غلط ہے اس لیے کہ حضرت عیسی علیہ السلام قرب قیامت میں نزول فرمائیں گے حضرت مغیرہ نے انہی معنوں کے اعتبار سے **لاتقولو الانبی بعدہ** میں ممانعت فرمائی ہے جو سو فیصد ہمارے عقیدہ کے مطابق ہے۔

(۳) **لانبی حی بعدہ** ۔اس معنی کے اعتبار سے حضرت عائشہ نے **لاتقولو الانبی بعدہ** میں ممانعت فرمائی ہے اس لیے کہ خود ان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی روایت منقول ہیں اور ان کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی زندہ ہیں جو آسمان سے نزول فرمائیں۔

دو الزامی جوابات:

۱: مرزا قادیانی نے لکھا ہے ''دوسری کتب حدیث صرف اس صورت میں قبول لائق ہوں گے کہ قرآن اور بخاری اور مسلم کی متفق علیہ حدیث سے مخالف نہ ہوں۔

(آریہ دھرم مندرجہ روحانی خزائن ج ۱۰ ص ۶۰)

جب صحیحین کے مخالف مرزا کے نزدیک کوئی حدیث کی کتاب قابل قبول نہیں تو حضرت عائشہ کی طرف منسوب بے سند قول جو بخاری و مسلم کے علاوہ کتابوں میں ہے کیونکر قابل قبول ہوگا۔

۲: مرزا قادیانی نے لکھا ہے: ''آنحضرت نے بار بار فرمادیا تھا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور حدیث **لانبی بعدی** ایسی مشہور تھی کہ کسی کو اس کی صحت میں کلام نہ تھا۔

(کتاب البرص ۱۹۹ روحانی خزائن ج ۱۳ ص ۲۱۷)

سوال یہ ہے کہ کیا یہ ممکن ہے کہ حضرت عائشہ نے ایسی مشہور صحیح حدیث کے خلاف کچھ فرمایا ہو؟؟؟

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی وسعت قلبی

مولانا عبدالقیوم حقانی

علامہ زاہد الکوثری نے اپنے رسالہ میں نقل کیا ہے: ''ابراہیم بن الجراح کہا کرتے تھے کہ جب میں نے تحصیل علم کی غرض سے بصرہ جانے کا ارادہ کیا تو امام ابو یوسف کی خدمت میں مشورہ کے لیے حاضر ہوا کہ بصرہ جا کر میں کس کے حلقہ درس میں شریک ہو کر استفادہ کریں تو امام ابو یوسف بڑی شفقت سے پیش آئے اور ارشاد فرمایا: ''حماد بن زید بہت بڑے عالم ہیں ان کا تلمذ اختیار کرلو۔''

ابراہیم بن الجراح کہتے ہیں چنانچہ میں بصرہ آیا اور حماد بن زید کی مجلس درس میں باقاعدگی سے حاضری دینے لگا مگر خدا کی قسم مجھے یہ دیکھ کر بڑی حیرت ہوتی تھی کہ جب بھی حماد کی مجلس میں امام ابو یوسف کا ذکر ہوتا تھا تو نہایت ہی ناشائستہ اور اہانت آمیز الفاظ کے ساتھ میں دل ہی دل میں کڑھا کرتا تھا آخر میں کر بھی کیا سکتا تھا؟ ایک روز حسب معمول میں حماد کے درس میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک عورت حاضر ہوئی اور اس نے حماد سے استدعا کی کہ مجھے ایک دستاویز لکھ دیں حماد بن زید جو ہمہ تن تدریس اور افادہ علم میں مشغول تھے عورت کی یہ استدعا سن کر کشمکش میں پڑ گئے نہ تو اس عورت کو انکار کر کے اس کا دل توڑنا چاہتے تھے اور نہ طلبہ حدیث سے جو حاضر مجلس تھے بے توجہ ہونا چاہتے تھے۔

ابراہیم بن الجراح کہتے ہیں کہ میں نے حماد کی اس ذہنی کشمکش کا اندازہ کرلیا اور ان کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت عورت سے کہیے کاغذ مجھے دے دیں میں اسے لکھ دیتا ہوں اور آپ اپنے درس میں مشغول رہیے عورت نے کاغذ مجھے دے دیا اور میں دستاویز لکھنے لگا مجھے مصروف دیکھ کر حماد درس حدیث سے رک گئے کہ میں محروم نہ رہ جاؤں میں نے عرض کیا حضرت درس روکنے کی ضرورت نہیں میں اپنے کام میں مشغول ہوں آپ اپنا کام جاری رکھئے چنانچہ انہوں نے پھر درس

حدیث شروع کر دیا۔

جب میں نے دستاویز لکھ لی اور ملاحظہ کے لیے حضرت حماد کی خدمت میں پیش کر دی تو انہوں نے اس پڑھا بہت پسند کی اور خوش ہوئے اور مجھ سے پوچھا ابراہیم تم نے یہ علم کس سے سیکھا ہے؟ میں نے عرض کیا حضرت اس شخص سے سیکھا ہے جس کا ذکر آپ کی مجلس میں ہمیشہ برے الفاظ میں کرتے ہے۔

میں ان سے رخصت ہوکر جب بصرہ تحصیل علم کی غرض سے آنے لگا تو میں ان کی خدمت میں مشورہ کے لیے حاضر ہوا کہ میں بصرہ جا کر کس کے حلقہ درس میں شریک ہوکر استفادہ علم کروں اور بصرہ میں میں کس کو اپنا استاذ علم بناؤں تو انہوں نے مجھے تاکید کی کہ آپ کے سوا کسی اور کے دامن علم سے وابستہ نہ ہوں حماد یہ سن کر ششدر رہ گئے اور مجھ سے پوچھا لیکن کون ہے وہ شخص میں نے جواب دیا وہ ابو یوسف ہے نام سنتے ہی حماد پر ندامت کے آثار طاری ہوئے اور اس کے بعد انہوں نے جب بھی امام ابو یوسف کا ذکر کیا تو ذکر خیر کے سوا کچھ نہ تھا۔

اس واقعہ میں عبرت وموعظت ادب واحترام اساتذہ سے تعلق وطلب علم اور اجتماعی حقوق کو ملحوظ رکھنے کے کئی ایک پہلو نکھر کر سامنے آجاتے ہیں اولاً یہ کہ اہل روایت کے لیے امام ابو یوسف کا دل بے حد وسیع تھا ثانیاً یہ کہ ابراہیم بن الجراح امام ابو یوسف کے بھی شاگرد تھے اور حماد بن زید کے بھی تاہم حماد سے اپنے استاذ امام ابو یوسف کی توہین برداشت نہ کر سکے مگر ان کے ازالہ توہین کے لیے اپنے استاذ حماد کی توہین بھی نہیں کہ بلکہ مناسب موقع کے منتظر رہے، جب موقع مہیا ہوا تو پھر بغیر کسی تامل اور تاخیر کے تلافی کر کے رہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اجتماعی اور معاشرتی امور میں اگر حکمت وموعظت سے کام لیا جائے تو مخالف کو بھی کسی طرح موافق بنایا جا سکتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اس زمانہ میں بھی ائمہ احناف سے متعلق بڑے بڑوں کو غلط فہمیوں اور غلط بیانیوں کی وجہ سے سوء ظن ہوا تھا اور ائمہ احناف کی مخالفت کا یہ سلسلہ چہار طرف پھیلا ہوا تھا۔

مذاہب عالم سے اسلام کا تقابلی جائزہ

فوزیہ چوہدری، مانسہرہ

ا: ہندومت:

ہندومذہب کا آغاز 1500 قبل مسیح میں ہوا آریہ قبائل جب ہندوستان میں داخل ہوئے تو وہ اپنے ساتھ کچھ عقائد اور نظریات بھی لائے تھے مگر وہ ہندوستانی باشندوں کے وعقائد سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ ہندوستان میں آریاؤں کی آمد سے قبل چند خدا دراوڑی نظریے کے مطابق موجود تھے اور کچھ آریا اپنے ساتھ لائے تھے مگر رفتہ رفتہ ہر کام اور بالآخر ہر مطلب کے لیے الگ الگ دیوتا کی پرستش کرتا ہندومت کے پیروکاروں کی مذہبی عادت بن گئی۔

کرم کا تصور:

ہندومت میں قربانی کو خاص اہمیت حاصل تھی کرم لفظ ہندی میں قربانی کے لیے ہی استعمال کیا جاتا تھا اس کا اصل مقصد یہ تھا کہ اس سے انسان کو نجات مل جاتی ہے اور اگلا جنم اس کے لیے سکون کا باعث بنتا ہے انسان اس دنیا میں جس قسم کے اعمال کرتا ہے ان کی سزا اسے بھگتنا پڑے گی۔

ذات پات کا نظام:

ہندوستان میں ذات پات کا نظام آج بھی عروج پر ہے اس نظام کا خلاصہ یہ ہے کہ دنیا کو چلانے کے لیے خالق نے چار ذاتیں بنائی ہیں برہمن، کھشتری، ویش اور شودر۔

برہمن سب سے برتر وافضل ہے کیونکہ ان کے خالق نے اپنے منہ سے پیدا کیا ہے کھشتریوں کا کام حکومت کرنا اور دنیاوی نعمتوں سے فائدہ حاصل کرنا ہے ویش کا کام تجارت وزراعت ہے جب کہ شودر صرف اور صرف برہمنوں کی خلافت کے لیے ہے۔ شودر سور اور کتے کی طرح ناپاک ہیں شودر وہی کھانا کھا سکتا ہے جو برہمن کا جھوٹا ہو۔ شودر صرف ایک بار مہینے میں

حجامت بنوائے اور اس کی غذا برہمن کا کھایا ہوا جھوٹا کھانا ہے۔

(پانچواں ادھائے اشلوک 140)

ہندومت میں شودر کو انتہائی گھٹیا اور رسوا سمجھا جاتا ہے وہ اپنے مذہب اور عبادت کے متعلق درس دینا تو درکنار اگر چھپ کر سن بھی لے تو اس کی سخت سے سخت سزا ہے بدھ مت میں ہندومت کی مخالفت کے آثار بھی ذات پات کا نظام ہی ہے۔

بدھ مت:

بدھ مت کے بانی گوتم بدھ کا اصل نام ''سدھارتا یا ساکھیامنی'' تھا۔ وہ ایک امیر گھرانے میں پیدا ہوئے ابتدائی زندگی شہزادوں کی طرح گزاری ان کی پیدائش کے وقت نجومیوں نے کہا کہ اگر انہوں نے بڑے ہو کر دنیا کے مصائب کا مشاہدہ کر لیا تو وہ رہبانیت اختیار کریں گے اور اگر انہوں نے مصائب کا مشاہدہ نہ کیا تو وہ بادشاہ بنیں گے۔

گوتم بدھ کے والد نے یہ سن کر اس بات کا اہتمام کیا کہ وہ مصائب و آلام سے واقفیت حاصل نہ کر سکیں ان کی توجہ عیش و عشرت کی طرف مائل کرنے کے لیے زبردست انتظامات کیے گئے انہیں محل میں ہی تمام آسائش دی گئیں تاکہ دنیاوی مصائب سے بے خبر رہیں مگر ایک دن اس سب کے باوجود انہوں نے حقیقت جان لی۔

انہوں نے ایک بوڑھا دیکھا ضعف کی وجہ سے اس کی کمر جھکی ہوئی تھی کمزوری کی بدولت اس کا چلنا پھرنا محال تھا، ایک لاش دیکھی جس کے اردگرد بچے اور بوڑھے ماتم کر رہے ہیں مریض دیکھا جو درد کی شدت سے کراہ رہا تھا، غرض ان سب کو دیکھ کر دنیا کی حقیقت ان پر کھل گئی کہ دنیا فانی ہے دنیا کی بے پناہ آسائشوں سے بھی کوئی دلی سکون حاصل نہیں کر سکا، انہوں نے اپنے ماں باپ اور بیوی بچوں کو الوداع کر کے درویشانہ طریقہ اختیار کر لیا، حق کی تلاش میں وہ بیابانوں اور صحراؤں میں پھرتے رہے چونکہ ان کی ابتداء ہندو طرز معاشرت پر ہوئی تھی۔ اس لیے انہوں نے سب سے پہلے ہندومت میں ہی سچائی تلاش کرنے کی کوشش کی مگر اس میں اونچ نیچ اور

ذات پات کے سوا کچھ دکھائی نہ دیا اور وہ سچائی پانے سے قاصر رہے۔

آخر کار اپنے چیلوں سے کہا کہ میں نے یہ مان لیا ہے کہ حقیقت کی تلاش اور ریاضت بے کار ہے اس لیے تم اس سے پرہیز کرنا۔ چنانچہ گوتم بدھ نے خود آگاہی شروع کی، اس دوران وہ پیپل کے درخت کے نیچے بیٹھ گئے کئی فاقے اور صعوبتیں برداشت کیں اور بالآخر بدھی یعنی روحانی روشنی (بزعم خود.....ادارہ) حاصل کر لی جس کی وجہ سے انہیں بدھ کہا جانے لگا۔ چونکہ ان کے قبیلے کا نام گوتم تھا اس لیے عام طور پر انہیں گوتم بدھ کہا جاتا ہے۔ گوتم بدھ نے جس مذہب کی تبلیغ دی اس میں دیوی دیوتاؤں کی پوجا کا حکم نہ تھا۔ اس سے ہندوانہ عقیدوں کی شدید مخالفت ہوئی ہندو اس مذہب سے شدید نفرت کرتے تھے۔

کفارہ:

بدھ مت میں توبہ اور کفارہ کا سرے سے تصور ہی نہیں ہے اور نہ اس کی گنجائش ہے ان کے نزدیک اگر گناہ کیا جا سکتا ہے تو پھر اس کی سزا بھی بھگتی جا سکتی ہے۔

بدھ مت اور خدا:

بدھ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس نے خدا کے وجود کا انکار کیا ہے، بدھ مذہب میں عبادات اور اعتقادات کا کوئی خاص مقام نہیں اور نہ ہی نجات کا کوئی واضح عقیدہ موجود ہے اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ گوتم بدھ خدا کے وجود کا منکر تھا، مگر اس کی بھی اصل کچھ نہیں ہے کیونکہ خود گوتم نے کبھی ایسا دعویٰ نہیں کیا کہ وہ خدا کے منصب پر فائز ہے یا اپنے پیروکاروں کے لیے نجات دہندہ ہے۔ بدھ مت میں خدا کی ذات اور صفات کے متعلق خاص نشاندہی نہ ملتی تھی، البتہ جب مدتوں بعد بدھ مت کے پیروکاروں میں اختلاف ہوا تو کئی نظریات نے جنم لیا۔ بدھ مت دو بڑے فرقوں میں تقسیم ہو گیا۔ ایک تصور تو یہ تھا کہ ہر کام اور ہر ضرورت کے لیے دیوی اور دیوتاؤں کا اپنا اپنا مخصوص دائرہ اختیار ہے یعنی کہ ہندو مت کے قدیم دیوی اور دیوتاؤں کا تصور تھا۔ دوسرا تصور خدا کے بارے میں یہ تھا کہ وہ قادر مطلق ہے تمام طاقتوں اور فیوض کا سرچشمہ وہی ہے وہی کائنات کا

خالق بھی ہے۔ایک دوسرے فرقہ جس نے یہ تبلیغ دی کہ خدا بدھ کی صورت میں ظاہر ہوا یہ نظریہ بدھ کے تعلیمات کی منافی ہے مگر اس کے پیروکاروں نے ان تعلیمات کو فراموش کر دیا۔

بدھ مت کی سب سے بڑی کمزوری عبودیت کی ہے کیونکہ اس میں کہیں بھی خدا کی عبادت کا تصور نظر نہیں آتا اور ایک بشر کے لیے عبادتِ خدا نے بغیر تسکین حاصل کرنا ممکن نہیں۔ یہ بہت بڑی خامی تھی جو بدھ مت کے ابتدائی دور میں رہی کیونکہ اس میں نہ تو دیوی دیوتاؤں کے پوجنے کی اجازت تھی اور نہ خدا کی عبادت کے آثار دکھائی دیتے ہیں۔شاید یہی وجہ تھی جس کی بدولت بدھ مت کے پیروکار گوتم بدھ کا مجسمہ بنا کر اس کی پرستش میں لگ گئے تھے تاکہ دلوں کو تسکین حاصل ہو۔

یہودی مذہب:

یہودی کا سلسلہ قدیم سامی اقوام سے ہے اور ان کا قدیم وطن عراق ہے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے نبوت عطا کی تو اس وقت بنی اسرائیل کسی ایک خدا کی پوجا نہیں کرتے تھے بلکہ ان کے کئی خدا تھے یہودی اپنے قومی دیوتا مولک کے حضور اپنی قربانی پیش کرتے تھے کئی عرصہ تک اس دیوتا کو بھی یہودا کہا جانے لگا خاندانی دیوتا الگ الگ تھے اور ان کی پوجا بھی کی جاتی تھی ایک دوسرے کے خاندانوں کے دیوتاؤں کی پوجا نہیں کی جاتی تھی۔

یہودی نظریات:

یہودی خدا کی وحدانیت کا اقرار کرتے ہیں یہودی عقائد کے مطابق یہ دنیا تسکین آور ہے اور اسے حاصل کرنا ہر کسی کا حق ہے یہودیت میں تبلیغ کرنا اچھا نہیں سمجھا جاتا ان کے ہاں ہفتے میں ایک تعطیل بھی ہے جو جمعہ کے دن غروب آفتاب سے شروع ہو کر ہفتہ کی رات ستاروں کے طلوع ہونے تک رہتی ہے اسے ''سبت'' کی تعطیل کا نام دیا گیا ہے اس دن عبادت کی جاتی ہے اور کوئی دنیاوی کام نہیں کیا جاتا۔

یہودیوں کے فرقے:

تمام یہودی حضرت موسیٰ حضرت ہارون اور حضرت یوشع علیہم السلام پر ایمان لاتے

ہیں اس طرح یہودی تمام پیغمبروں پر ایمان رکھتے ہیں سب یہودی اس بات پر متفق ہیں کہ کوئی بھی پیغمبر دوسرے پیغمبر کے لائے ہوئے احکامات کو منسوخ نہیں کر سکتا۔

یہودیوں کا مقدر:

یہودی حکومت اور سلطنت کے اعتبار سے کہیں بھی خود مختار اور مضبوط قوم نہیں رہے اور نہ رہیں گے یہودیوں کو ہر دور میں نقصان پہنچتا رہا ہے یروشلم کے فاتحین نے یہودیوں کی نسل کشی کے ساتھ ساتھ ان کے صحیفوں کو بھی نقصان پہنچایا، یہودی؛ دنیا میں ہمیشہ کم تعداد میں رہے ہیں ان پر ہمیشہ کے لیے عزت وعظمت کے دروازے قرآن مجید نے یہ کہہ کر بند کر دیے ''اور ان پر ذلت اور بے چارگی مسلط کر دی گئی ہے اور یہ قوم غضب کی مستحق قرار پائی۔''

عیسائیت:

دنیا میں عیسائیت کے پیروکاروں کی تعداد سب سے زیادہ ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعوت سے مذہبی اجارہ داری خطرے میں نظر آنے لگی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف سازشوں اور ریشہ دوانیوں کا ایک ختم نہ ہونے والا سلسلہ شروع کر دیا، عیسائیوں میں حضرت عیسی علیہ السلام کے مغلوب ہونے پر کوئی متفق قول نہیں ہے، کئی اقوال نقل کئے گئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ حقیقت عیسائیوں سے بھی مشتبہ ہے ان میں سے کوئی کہتا ہے کہ صلیب پر جو شخص چڑھایا گیا تھا وہ مسیح نہ تھا بلکہ مسیح کی شکل میں کوئی اور تھا۔ کوئی کہتا ہے کہ انہوں نے صلیب پر جان دے دی غرض عیسائیوں کو اپنے مذہب کی اہم معلومات میں بھی شبہ ہے۔

عیسائیوں کا کفر:

عیسائیوں کا خیال یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ خدا کا اکلوتا بیٹا ہے اور خدا نے اپنے اکلوتے بیٹے کو زمین پر اس لیے بھیجا ہے کہ وہ انسانوں کے گناہوں کو اپنے سر سے لے کر صلیب پر چڑھ جائے اور اپنے خون سے گناہ کا کفارہ کرے، حالانکہ یہ محض عیسائیوں کا خیال ہے اس بات کا ثبوت مسیح علیہ السلام کے کسی قول سے ثابت نہیں اور اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

اسلام:

اب باری آتی ہے اسلام کی جو تمام ادیان عالم کا سردار ہے اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اس میں ہر مقصد اور ہر عبادت کی حقیقت ہے زندگی کے ہر شعبہ کی ہدایات اس میں موجود ہیں اسلام میں تمام پیغمبروں پر ایمان لانا ضروری ہے کسی ایک پیغمبر کو نہ ماننا اسلام نہیں۔

اسلام ایک سچا مذہب ہے قرآن مجید میں ارشاد ہے: **ان الدین عند اللہ الاسلام**

ترجمہ: بے شک خدا کے نزدیک اصل دین تو اسلام ہے۔ (آل عمران 16)

اسلام جس نظام زندگی کا نام ہے اس کی ماخذ اللہ کی کتاب (قرآن کریم) ہے اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ایک سچا مسلمان وہی ہے جو اپنی زندگی کو قرآن وسنت کے مطابق ڈھال دیتا ہے اسلام ایسا مذہب ہے جو کسی قسم کے جبر کا حکم نہیں دیتا جو چاہے اطاعت و فرمانبرداری اختیار کرے اور جو چاہے بغاوت کی راہ پر چل پڑے، اسلام میں ذات پات کا کوئی وجود نہیں اور بعض مقام پر اس کی کھل کر مخالفت بھی کی گئی ہے۔

خدا کا اقرار:

اسلام میں سب سے پہلے جس چیز پر ایمان لانا ضروری ہے وہ ہے اللہ رب العالمین کی ذات۔ یعنی خدا کا منکر مسلمان نہیں ہوسکتا، ایک مومن کا عقیدہ ہونا چاہیے کہ اللہ ایک ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں اس کے سامنے ہی جھکنا چاہیے اور اسی سے محبت کرنی چاہیے۔

خدا کے وجود کا سب سے بڑا ثبوت کائنات ہی ہے میں نے درختوں سے پتے جھڑتے دیکھے، زمین سے پانی نکلتا دیکھا، آسمان پر چھائے بادل دیکھے تو اس حقیقت سے انکار نہ کرسکی کہ ان سب کا موجد اور خالق موجود ہے جب ہم سوچتے ہیں کہ ایک سلطنت بادشاہ کے بغیر نہیں چل سکتی تو وہ خدا ہی ہے جو اس تمام دنیا کو چلا رہا ہے دنیا کے اور تمام مذاہب نے خدا کو جن صفات کے ساتھ پیش کیا ہے وہ نامکمل اور ناقص ہے جب کہ اسلام میں خدائے واحد کی تمام صفات مبارکہ موجود ہیں۔ ایک مومن کبھی مایوسی نہیں ہوتا کیونکہ اسے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کا سہارا

اس کے ساتھ ہے اور وہ اسے کبھی اکیلا نہیں چھوڑے گا۔

نبوت کے امین:

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو چالیس برس کی عمر میں نبوت ملی آپ کو نبوت ملنے سے پہلے بھی لوگ صادق اور امین کہہ کر مخاطب کرتے تھے امانت داری کا یہ عالم تھا کہ مکہ کے مشرکین بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس امانتیں رکھواتے تھے۔

یہی وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کے صدقے یہ کائنات بنائی گئی ہے انہوں نے کبھی عیش و آرام کو پسند نہیں کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ دو دو مہینے گزر جاتے مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے مکانات میں چولہا نہیں جلتا تھا کھجور اور پانی پر گزر ہوتا تھا اگر نبی پاک چاہتے تو انہیں قیصر و کسریٰ سے زیادہ دولت عطا فرما سکتے تھے، مگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے قدرت رکھنے کے باوجود تمام آسائشوں کو ٹھکرا کر آخرت کی طلب کی۔ اپنی امت کی بخشش طلب کی رات کو رو رو کر دعائیں کیں اپنی امت کے لیے کہ میری امت نار سے بچ جائے۔

ارکان اسلام:

اسلام کے پانچ ارکان ہیں:

۱:کلمہ ۲:نماز ۳:روزہ ۴:زکوۃ ۵:حج

کلمہ ایک بار پڑھ لیا کافی ہے مگر سچے دل سے پڑھنا ضروری ہے نماز دن میں پانچ مرتبہ فرض ہے روزے سال میں ایک مہینہ فرض ہیں زکوۃ اور حج صاحب حیثیت لوگوں پر فرض ہے۔

تمام مذاہب کا محاسبہ:

ہندو مذہب کے پیروکار تیس کروڑ خداؤں کے قائل ہیں تعجب یہ ہے کہ جو دیوتا اپنی سیوا نہیں کر سکتے وہ اوروں کی کیا کریں گے؟؟ مگر اس کے باوجود وہ اپنے دیوتا کے وجود پر ایمان کا اظہار کرتے ہیں۔ بدھ مت نے خدا کے وجود کا انکار تو نہیں کیا مگر اس کی زندگی میں خدا کے وجود کی نشاندہی نہیں ملتی، گوتم کے نزدیک ہر شخص غیبی طاقت کے بغیر بھی اپنے نفس پر قابو پا سکتا ہے۔

یہودیت کی بنیاد خدا کی وحدانیت اور بنی اسرائیل۔ خدا کی منتخب کردہ امت تمام الہامی مذاہب خدا کی وحدانیت کو تسلیم کرتے تھے مگر بعد میں لوگوں نے اپنی خواہشات اور نظریات کے مطابق اس تصور کو خالص نہ رہنے دیا۔ عیسائیت کے داعی بھی تثلیث کا تصور رکھتے ہیں اور کفریانہ طور پر حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا قرار دیتے ہیں ان کا نظریہ کفر اور شرک پر مبنی ہے۔ اسلام لاثانی مذہب ہے، اس کے فرمانبردار صرف ایک خدا کے قائل ہیں جو تمام جہانوں کا مالک ہے وہ جو چاہے جب چاہے جس کے بارے میں چاہے سب کچھ کرسکتا ہے کوئی چیز اس کی راہ میں حائل نہیں ہوسکتی قرآن مجید میں ارشاد ہے: ''اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ لوگوں کو بتلا دیں کہ اللہ ایک ہے اللہ بے نیاز ہے نہ اس سے کوئی پیدا ہوا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے۔

جس پر ایمان لانا کامل ایمان ہے وہ ہیں محمد عربی جسے ان سے محبت ہے اسے خدا سے بھی محبت ہے مسلمانوں کو ہادی عالم سے محبت کیوں نہ ہو؟ وہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر اپنی امت کی بھلائی کے لیے دعائیں مانگتے تھے، تاریخ شاہد ہے کہ کسی مذہب کے پیشوا یا راہنما نے اپنی آل کے لیے اتنے مصائب برداشت نہیں کیے جتنے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے برداشت کیے ہیں اسی لیے کروڑوں سلام محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر۔

کارواں سے لگتے تھے!

کارواں سے لگتے تھے — وہ تھے ایک مگر کارواں سے لگتے تھے
وہ تھے خاک نشیں مگر آسمان سے لگتے تھے — پیکر عشق ووفا مجسمہ صبر ورضا
وہ استقامت کے کوہ گراں سے لگتے تھے — ہزاروں گل ہیں میرے چمن کی زینت
وہ خواجہ خواجگان تو خود گلستاں سے لگتے تھے — یاد آتے ہیں ہم کو وہ شام وسحر
جو ان کی صحبت میں گزارا کرتے تھے — وہ تھے ایک مگر کارواں سے لگتے تھے
وہ تھے خاک نشیں مگر آسمان سے لگتے تھے — وہ تھے ایک مگر کارواں سے لگتے تھے

(محمد وقاص حنفی، لاہور)

فساد معاشرہ کے 13 اسباب

مفتی محمد اسماعیل طورو

پہلا سبب؛ اپنی غلطی:

ہم مردوں نے یہ نفسیات بنالی ہے کہ ہم جو کچھ کریں ہماری بیوی، بہن اور بیٹی کو صاف رہنا چاہیے ورنہ خلاف ورزی پر اسے سخت سزا دیں گے، مگر مرد یہ نہیں سوچتا کہ جس طرح یہ حرکت اس کے لیے بُری ہے بالکل اسی طرح میرے لیے بھی بری، حرام اور ناجائز ہے۔ اس لیے کہ سورۃ نور میں خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

''گندی عورتیں گندے مردوں کے لیے اور گندے مرد گندی عورتوں کے لیے اور صاف مرد صاف عورتوں کے لیے اور صاف عورتیں صاف مردوں کے لیے ہیں۔'' اور اس شخصیت کا ارشاد ہے جس سے زیادہ کوئی سچا نہیں کہ **عفوا تعف نسائکم** تم خود صاف رہو تو تمہاری عورتیں بھی صاف رہیں گی اگر تم غلط ہو تو اپنی عورتوں کے بارے میں یہ روش کیسی؟ حقیقت یہ ہے کہ مرد کو چھوڑ کر صرف عورت ذات کے ساتھ ہمارا یہ رویہ نہایت ہی ظالمانہ اور بے جا دلیرانہ ہے۔

دوسرا سبب؛ نگرانی میں سستی:

شریعت میں سختی نہیں عام لوگ بھی یہی کہتے ہیں اور ٹھیک کہتے ہیں لیکن کیا شریعت میں پابندی بھی نہیں؟ پردے کی تاکید نہیں؟ غلط بات سے منع رہنے اور رکنے کی پابندیاں نہیں؟ بلکہ بچوں اور بیویوں کو مارنے تک کا تذکرہ شریعت میں موجود نہیں؟ یہ پولیس، فوج، کرفیو، انتظامی ادارے اور مربی کی ڈانٹ ڈپٹ کیا سختیاں ہیں؟ یا فائدہ بخش اصول؟ شریعت میں سختی نہیں لیکن صحیح پابندی ہے؛ بہن، بیٹی اور بیوی جس طرح کے بھی کپڑے پہن لیں باریک ہوں یا چست نیم عریاں ہوں یا ساڑھی، یہ بھائی، باپ اور بیٹا دیکھتا رہے گا اور کوئی نصیحت نہیں کرے گا (پابندی اور سختی میں فرق یہ ہے کہ ایک میں فائدہ اور دوسرے میں نقصان ہے جس طرح چوراہے میں لال بتی

کا جلنا پابندی اور فائدہ بخش ہے لیکن بے جا کسی کو روکنا اور آگے (باوجود راستے کے صاف ہونے کے) جانے نہ دینا سختی ہے۔

تیسرا سبب؛ دینی مجالس سے دوری:

دنوں پر دن گزر جاتے ہیں لیکن ہمارے گھروں میں تقویٰ، للّٰہیت، فکرِ آخرت، موت کی یاد، اعمال کا شوق اور قبر میں جانے کے لیے کوئی بات نہیں ہوتی، دن رات گپ شب، ڈرامے فلم ٹی وی، اور کاروباری باتیں کرتے ہیں، کم از کم چوبیس گھنٹے میں ایک آدھا گھنٹہ دینی تعلیم وتعلم کے لیے مقرر کرنا چاہیے جس میں گھر کے افراد آپس میں علم وعمل اور دینی باتوں کا تذکرہ کریں۔

چوتھا سبب؛ آلات نشریات کا غلط استعمال:

ڈش، کیبل، ٹی وی، وی سی آر وغیرہ۔ اگر یہ آلات آپ از خود گھر لا چکے ہیں تو یہ توقع نہ نہ رکھیں کہ گھر والوں کے لیے شہوات نہ ابھریں؟ ان کے دلوں میں گندے خیالات نہ ابھریں؟ جب یہ چیزیں دلوں میں پناہ گزیں ہو جائیں تو اولاد سے خیر کی توقع، چھوٹے بڑے کی تمیز کا مطالبہ اور شرم وحیا کے وجود کا سوال ایسا ہے جیسا کہ نڑ کے پودے کو گنے کی مشین میں ڈال کر جوس کا مطالبہ، از خود سامان تعیش مہیا کر کے آگ لگاتے ہیں اور شعلوں سے منع بھی کرتے ہیں۔

ہم خدا خواہی وہم دنیا دوں
ایں خیال است ومحال است وجنوں

پانچواں سبب؛ صحیح شرعی پردے کا فقدان:

آج کل جو رواجی پردہ ہے اس سے تو پردہ نہ کرنا اچھا ہے، صرف سکارف پہن کر پورے بدن تنگ کپڑوں میں نظر آتا ہے، یا ایسی گرے کلر یا کالی مخصوص قسم کی چادریں پہن لیتی ہیں جو بدن سے چپک جاتی ہیں اور بدن کے سارے اعضاء الگ الگ نظر آتے ہیں۔ پردہ کا مقصد یہی ہے کہ مردوں کی نظر کی حفاظت ہو جائے اور عورت کا حسن چھپ جائے جس پردے میں یہ صفت نہ ہو وہ پردہ نہیں بلکہ بے پردگی ہے۔ صحابیات اس طرح پردہ کرتیں کہ چمک دمک کے بغیر

گھٹنوں سے نیچے تک موٹی چادریں پہن لیتی اور صرف ایک آنکھ کھول کر دیوار سے لگ لگ کر شرم وحیا کے ساتھ چلتیں۔ پردہ میں یہ بھی شامل ہے کہ عورت 78 کیلومیٹر پیدل سفر کے تناسب سے دور جائے تو محرم مرد ساتھ ہو۔ اکیلی نہ جائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق دوسروں سے زیادہ اپنوں سے پردہ کرنے کی ضرورت ہے لیکن ہم ان سے پردہ نہیں کرتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ دیور سے اس طرح بھاگو جس طرح موت سے بھاگتے ہو صرف دیور نہیں بلکہ ہر عورت کے لیے اپنے اور خاوند کے ماموں زاد، خالہ زاد، چچازاد جس کو ہم ''بھائی'' کہتے ہیں سے پردہ ہے۔

چھٹا سبب؛ روک ٹوک کی کمی:

کسی بھی وقت اگر لڑکی کہے کہ میں آج فلاں سہیلی کے گھر رات گزاروں گی میں بازار جارہی ہو یا موں، چچا اور خالہ کے گھر رات گزاروں گی تو اس پر کوئی پابندی نہیں، کسی وقت سیر کے لیے نکل سکتی ہے کسی بھی وقت شاپنگ کر سکتی ہے میرے خیال کے مطابق یہی سبب ایسا خطرناک ہے جس کا کوئی اندازہ نہیں، جس سے رونما ہونے والی مفاسد کے درجنوں واقعات میرے ذہن میں گردش کر رہے ہیں، جس کا ذکر نہ کرنا بہتر ہے۔

ساتوں سبب؛ معاشرے کا تشتت:

چونکہ عورت اپنے دائرہ کار میں نگرانی ہی کے ذریعے رہتی ہے اور اگر شومئ اعمال سے گھر کا نگران ہی نہ ہو تو عورت کو کھلی چھٹی مل جاتی ہے جو جی میں آیا کر گزرتی ہے، یہاں پر محلّہ علاقہ، بستی اور قریبی رشتہ داروں کا باہمی جوڑ، اصلاحی کمیٹی اور جرگہ سسٹم کام آتا ہے ہر جگہ پر اس طرح کی ایک کمیٹی ہونی چاہیے جو بزرگوں پر مشتمل ہو اور وہ عوام الناس کے مسائل کا تصفیہ کریں اگر کوئی بے بس ہو تو اس کی مدد کرے اور اگر کوئی مرد یا عورت غلط راستے پر جارہی ہو تو اس کو نرمی کے بعد قوت سے روکیں اور اگر منع نہ ہو تو علاقے والے ان سے سوشل بائیکاٹ کر لیں۔

اٹھواں سبب؛ غلط اعتماد:

شریعت میں اعتماد ایک اہم اصل ہے اور یہ کہ کسی پر شک نہیں کرنا چاہیے لیکن اس کا یہ

مطلب بھی نہیں کہ آپ نگرانی اور پابندی چھوڑ دیں، ہر شخص کو دفاتر ہسپتال، مخلوط تعلیم اور عوامی تعلیم سے منسلک مستورات کی حالت زار کا علم ہے کہ وہ کسی موڑ سے گزر رہی ہیں اور کیا کچھ ہو رہا ہے؟ لیکن ہر ایک کی نفسیات یہ بنی ہوئی ہے کہ میری بہن، بیوی اور بیٹی ٹھیک ہے باقی غلط ہوں گے، جو کچھ ہو رہا ہے ہمارے ساتھ نہیں ہو رہا اس کو اس وقت پتا چلتا ہے جب پانی سر سے گزر چکا ہوتا ہے

نواں سبب: مخلوط معاشرہ:

مسلمانوں کی عزت، عظمت اور عصمت کو مخلوط سوسائٹی نے جتنا نقصان پہنچایا، اندازے سے باہر ہے۔ عورت میں جہاں اللہ کریم نے صبر، عفت، شرم وحیا، نرم دلی، قوت برداشت، غم خواری اور ایثار کا جذبہ رکھا وہاں اگر یہ نفس اور شیطان کے کہنے کے مطابق چلے تو قرآن اس کے بارے میں فرماتا ہے: ''اِنَّ کَیْدَکُنَّ عَظِیْمٌ.'' عورتو! تمہارا مکر نہایت ہی بڑا ہے شیطان کے مکر کو بڑا نہیں کہا ہے لیکن عورت کے فریب کو بڑا کہا ہے اللہ نہ کرے اگر عورت بے دین ہو جائے تو یہ اپنی بے دینی کی بناء پر ایسا انداز اختیار کر لیتی ہے کہ خاوند، بھائی اور باپ کو متاثر کر لیتی ہے اور اپنے آپ کو بے گناہ ثابت کرنے کے لیے آنسو بہانا اس کے لیے دو منٹ کا کام ہے نا محرم مرد ڈرائیوروں کے ساتھ اپنی جوان بچیوں کو بٹھا دیتے ہیں لیکن انجام کا نہیں سوچتے ہیں۔

چشم دیدہ واقعات ہیں کئی مرتبہ وہی ڈرائیور سکول کالج چھوڑنے کے بجائے کسی تفریح گاہ ہوٹل اور محفوظ مقام پر پہنچا دیتے ہیں اسی طرح Co.Education کالج یونیورسٹیوں میں بچیوں کو بھیجنا اخلاق کے لیے کینسر اور عزت وناموس کے لیے کسی لاعلاج مرض سے کم نہیں۔ اب تو چوری چھپکے کی بات ختم ہوگئی کلاس روموں میں کالج یونیورسٹیوں کے سامنے پارکوں میں اور تفریح گاہوں میں پڑھنے والے بچوں اور بچیوں کی آپس میں بات چیت مذاق بلکہ ہاتھ کا مذاق کسی سے چھپی ڈھکی بات نہیں ہے، ہر ایک یہی کہے گا کہ میری بچی اور بچہ پاک صاف ہے لیکن یہ سب کچھ کون کر رہا ہے؟ اور الحمدللہ اگر آپ کی بچی پاک بھی ہے تو کیسے اس ماحول سے بچ سکتی ہے؟ لہٰذا قرآن پر عمل کی اشد ضرورت ہے۔

دسواں سبب؛ ہماری انتظامیہ:

جب چوکیدار چور، محافظ ڈاکو، ڈاکٹر بیمار اور ہدایت دینے والے گمراہ بن جائیں تو نظم ونسق کی بحالی کہاں ممکن ہے؟ ہر گلی اور مصروف شارع پر پولیس کے جوان موجود ہوتے ہیں، اگر یہ اصلاح لانا چاہیں تو کیا اصلاح نہیں ہوسکتی اس کے لیے بھی پولیس مختلف بہانے بناتے ہیں، اجی بڑے بیمار ہیں گزارہ مشکل ہے جب فلاں غلط تو ہم بھی غلط اگر صحیح کام چلانا چاہیں تو چین سے بیٹھنے نہیں دیتے وغیرہ وغیرہ اگرچہ اصل بات یہ ہے کہ کل اللہ کے دربار میں ان بہانوں میں سے کوئی بہانہ چل جائیگا؟ ہرگز نہیں۔

گیارھواں سبب؛ غربت:

عوت کے گندگی میں جانے کے متعلق بطور خاص یہ بات ذکر کی جاتی ہے کہ غربت کی بنا پر موجود کئی عورتیں گندگی کی طرف جانے پر مجبور ہیں اگرچہ اصل بات وہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد:

''وَلَا عَالَ مَنْ اِقْتَصَدَ.''

(وہ کبھی فقیر نہیں ہوگا جو خرچہ میں میانہ روی سے چلے) پر عمل نہ کرنے اور تقویٰ کے فقدان نے اس چیز کو جنم دیا ہے۔ اس لیے کہ دو ہزار کا ملازم اپنے گھر کا خرچہ چلا سکتا ہے اور فعل قبیح کا ارتکاب کرنے والی ایک دن میں ہزاروں کما کر گزارہ نہیں کرسکتی، شریعت نے خرچے کا بوجھ والد بھائی اور شوہر کی موجودگی میں خاوند پر ڈال رکھا ہے اگر یہ نہ ہو یا گزارہ مشکل ہو تو عورت پردے میں رہ کر ذکر کردہ شرائط کو مدنظر رکھ کر ملازمت کرسکتی ہے۔ تو گندگی کے ذریعے کمائی کی کیا ضرورت؟ اللہ کا ڈر آخرت کی فکر موت کی یاد اور قبر کے لیے تیاری کا غم ختم ہوگیا اللہ کریم کا ارشاد ہے: ''اے مسلمانو! زنا کے قریب مت جاؤ یہ گندہ اور برا راستہ ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی شب دیکھا کہ جو عورتیں زنا کرتی ہیں ان کے لیے جہنم میں آگ کا ایک تندور تیار کیا گیا ہے جس کا منڈیر تنگ اور نچلا حصہ وسیع ہے اس میں ان

عورتوں کو ننگا جلایا جائے گا اور آگ کی شدت کی وجہ سے زانی عورتیں اوپر کے حصے تک آئیں گی۔

(بخاری شریف)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ سات آدمی قیامت کے ہولناک اور گرم دن میں عرش کے سائے کے نیچے ہوں گے جن پر کوئی غم نہیں ہوگا ایک وہ شخص جس کو زنا کا موقعہ مل جائے اور وہ یہ کہہ کر چھوڑ دے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔

(بخاری و مسلم)

ناجائز باتوں کے لیے ہم مختلف حیلے بہانے بناتے ہیں ایسا بہانہ بناؤ جو کل اللہ کے دربار میں چل سکے۔

بارھواں سبب؛ شادی میں تاخیر اور گرانی جہیز کی لعنت:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پاک پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین چیزوں میں تاخیر مت کرو؛ نماز جنازہ اور بالغ بچی کے نکاح میں جس کے لیے برابر کا جوڑ مل جائے بلوغ کے بعد بچوں سے جو گناہ سرزد ہوتے ہیں والدین اس میں برابر کے شریک ہوتے ہیں قیامت میں ان کو سزا ملے گی آج کل جتنی پریشانیاں ہمارے اوپر سوار ہیں یہ ہماری اپنی پیدا کردہ ہیں۔

تیرھواں سبب؛ حدود و قصاص کا عدم نفاذ:

اگر قرآن کے ارشاد کے مطابق ایک ڈاکو کو قتل کی سزا میں چوراہے پر قصاصاً لٹکا دیا جائے ایک چور کا ہاتھ دنیا کے سامنے کاٹ دیا جائے ایک شادی شدہ زانی کو بڑے چوراہے پر رجم کیا جائے یا شرابی کو کوڑے لگا دیئے جائیں تو کیا کوئی قاتل، زانی، شرابی اور چور، رہے گا؟ اللہ تعالیٰ ہم کو گھر کی صحیح نگرانی، اپنے عمل کی اصلاح اور معاشرے کو صحیح رخ پر ڈالنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین

(قسط نمبر 14)

ظہیر الدین محمد بابر

امان اللہ کاظم، لیہ

ظہیر الدین محمد بابر کی نانی اماں دولت بیگم ایک زیرک خاتون تھی وہ کئی مغل خاقانوں کی سیاست دیکھ چکی تھی۔ جن کی حکومتوں کی اتنی وسعت تھی کہ اگر کوئی آدمی تین تین چار چار مہینوں تک بھی چلتا رہتا مگر ان کی حدود ختم نہ ہوتیں۔ فرغانہ تو ان کے مقابلے میں بہت ہی چھوٹی سی حکومت تھی۔ وہ خوب جانتی تھی کہ بادشاہوں کے خلاف محلاتی سازشیں کس طرح پروان چڑھتی ہیں اور پھر دیکھتے دیکھتے ہی بادشاہوں کے تختے الٹ دیے جاتے ہیں۔ بابر ابھی بچہ تھا اسے کیا خبر تھی کہ محلاتی سازشیں کیا ہوتی ہیں؟؟ وہ نادانی اور جلد بازی میں بعض ایسے فیصلے کر بیٹھتا تھا جس سے اس کی حکمرانی خطرے میں پڑ سکتی تھی۔ حالانکہ وہ بزعم خویش خود کو بڑا فہیم اور معاملہ سنج سمجھتا تھا۔ نانی اماں کے منع کرنے کے باوجود اس کا حسن یعقوب کو وزیر اعظم کے عہدہ جلیلہ پر فائز کرنا سراسر نادانی کے مترادف تھا۔ کیونکہ نانی اماں کے بقول وہ شخص آستین کا سانپ تھا۔ وہ اسے ایک نمک حرام اور احسان فراموش شخص سمجھتی تھی۔ یہ شخص اسے ایک آنکھ نہیں بھاتا تھا۔ مگر وہ اپنی خوشامدانہ روش کے باعث بابر کی ناک کا بال بنا بیٹھا تھا۔

جب سے سلطان محمود مرزا کا فرستادہ ایلچی عبدالقدوس بیگ اس کی طرف سے بابر کے نام شادی کا دعوت نامہ لے کر فرغانہ میں وارد ہوا تھا اور اس نے اپنے قیام کے لئے حسن یعقوب کے گھر کا انتخاب کیا تھا اس وقت سے دولت بیگم کا سکون غارت ہو گیا تھا۔ اسے عبدالقدوس بیگ کی آمد اور اس کا حسن یعقوب کے گھر کا قیام کسی بہت بڑی سازش کا پیش خیمہ لگتا تھا۔ اس کی دور رس نگاہیں وادی فرغانہ پر امڈتے ہوئے سازشوں کے سیاہ بادلوں کو بڑی تشویش سے دیکھ رہی تھیں۔ اس نے بابر کو وہ سیاہ بادل دکھانے کی اپنی سی کوشش کی تھی۔ مگر اس کی آنکھوں پر ابھی تک بچپن کے بھولپن کی پٹی بندھی ہوئی تھی۔ دولت بیگم کے پاس اب اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں رہا تھا کہ وہ بذات خود اس سازش کو ناکام بنانے کی کوشش کرتی۔

ادھر بابر اپنے تئیں چچا کی طرف سے شادی کا دعوت نامہ ملنے پر بہت شاداں نظر آتا تھا بابر کے بہی خواہ دوست اور مصاحب بھی عبدالقدوس بیگ کی غیر متوقع آمد اور اس کے حسن

یعقوب کے گھر میں قیام کو بڑی تشویش کی نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ وہ لوگ حسن یعقوب اور بابر کے درمیان بڑھتی ہوئی قربت سے پہلے ہی کافی پریشان تھے۔ مگر عبدالقدوس بیگ کی سلطان محمود مرزا کے قاصد کی حیثیت سے آمد کو اور بھی مشکوک نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔ اس کی ایک معقول وجہ بھی تھی وہ یہ کہ گزشتہ کئی ماہ سے حسن یعقوب کا بابر کے مقربین اور معتمدین کے ساتھ رویہ کافی معاندانہ ہو گیا تھا۔ وہ ہر وقت ان کی تحقیر پر کمر بستہ رہتا تھا۔ ان کی بے عزتی کرنے اور انہیں بابر کی نگاہوں میں گرانے کا کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرتا تھا۔ دولت بیگم کو حسن یعقوب کے اس رویے اور اس کی مشکوک نقل و حرکت سے کسی بہت بڑی سازش کی بو آ رہی تھی۔ انہی خطرناک حالات کے پیش نظر دولت بیگم نے بابر کے معتمدین خاص اور جانثار سرداروں کی ایک خفیہ مگر خصوصی مجلس مشاورت طلب کی ان لوگوں نے بابر کے جانثار دوست شلاخ، قاسم بیگ اور شیرم طغائی بھی شامل تھے۔ شرکاء مجلس کے مشورے سے حسن یعقوب کے دوستوں، حامیوں اور آلہ کاروں کی ایک جامع فہرست تیار کی گئی۔ باہمی مشورے سے طے پایا کہ دولت بیگم کا اشارہ ملتے ہی حسن یعقوب اور اس کے تیار کردہ فہرست میں شامل حامیوں کو بیک وقت اور آناً فاناً گرفتار کر کے یا تو تہ تیغ کر دیا جائے یا انہیں پابند سلاسل کر کے قید خانے کی کال کوٹھڑیوں میں بند کرایا جائے اور یہ بھی طے پایا کہ اس منصوبے کی بابر کے کانوں میں بھنک تک بھی نہیں پڑنی چاہیے۔

حسن یعقوب نہایت ہی کائیاں اور شاطر انسان تھا اسے معلوم تھا کہ ایک نا ایک دن اس کی سازشوں کا بھانڈا پھوٹ ہی جائے گا۔ اس لئے اس نے پیش بندی کے طور پر اپنے معتمد فوجیوں پر مشتمل ایک فوجی دستہ الگ بنا رکھا تھا۔ تاکہ وقت پڑنے پر وہ اس کی مدد سے راہ فرار اختیار کر کے اپنی جان بچا سکے۔ اس کے علاوہ اس نے اپنے خاص جاسوسوں پر مشتمل ایک فوج ظفر موج کو محل کے اندر اور بابر کے اردگرد پھیلا رکھا تھا۔ تاکہ وہ اسے پل پل کی خبریں پہنچاتے رہیں۔ جس طرح چوہے کے ذہن پر ہر وقت بلی کا خوف سوار رہتا ہے چاہے بلی کتنی بھی مہربان اور درویش صفت بھی کیوں نہ ہو۔ بالکل اسی طرح حسن یعقوب کو بھی ہر وقت دولت بیگم سے خطرہ لاحق رہتا تھا۔ کیونکہ وہ اسے اپنا دشمن نمبر ایک سمجھتا تھا اسے معلوم تھا کہ وہ بھی اس کی طرح نہایت شاطر دماغ رکھتی تھی اور عرصہ دراز سے اس سے مخاصمت بھی چلی آ رہی تھی۔ سلطان احمد مرزا کے ساتھ لڑی جانے والی گزشتہ جنگ میں اس نے اپنی بے پناہ وفاداری اور جانثاری کا ثبوت پیش کر کے بابر کے مزاج میں کافی اثر و رسوخ پیدا کر لیا تھا۔ اس لئے اسے بابر کی طرف سے کوئی

تشویش لاحق نہیں تھی۔اس کے لئے سب سے بڑا خطرہ دولت بیگم کی ذات تھی۔اس لئے اس نے اپنے جاسوسوں کے ذریعے اس کی پوری پوری نگرانی کا بندوبست کر رکھا تھا۔

ان دنوں جبکہ بابر کو اپنے بڑے چچا سلطان محمود مرزا کی طرف سے اس کے بیٹے کی شادی کا دعوت نامہ موصول ہوا تھا۔بابر کی والدہ اپنی عدت کے دن پورے کر رہی تھی۔شاہی محل میں مکمل آرام وسکون تھا۔دولت بیگم کو غمی کے دنوں کے دوران شادی کا یہ دعوت نامہ نہایت گراں گزرا۔جبکہ بابر اس لئے مسرور نظر آ رہا تھا کہ اس کے چچا نے اس کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا تھا۔مگر وہ نادان لڑکا یہ نہیں سمجھ سکا تھا کہ اس دوستی اور محبت کے پس پردہ اس کا لالچی اور شاطر دماغ چچا اس کے اردگرد ایک بہت بڑی سازش کا جال بُن رہا تھا۔اپنے باپ کی جاگیر کے دو حصوں پر قابض شخص (یاد رہے کہ سلطان محمود مرزا نے اپنے دوسرے بھائی سلطان احمد مرزا کے مرنے کے بعد اس کے حصے کی جاگیر پر بھی قبضہ کر لیا تھا) اب تیسرے بھائی کی جاگیر کو بھی ہڑپنا چاہتا تھا۔اس کی حریص نظریں سرسبز وشاداب وادی فرغانہ پر جمی ہوئی تھیں۔مگر نوعمر بابر چچا کی چال سمجھ نہیں رہا تھا جبکہ دولت بیگم نے بطور ایلچی عبدالقدوس بیگ کے اندجان میں ورود پر بھانپ لیا تھا کہ دال میں کچھ کالا ضرور ہے۔اس لئے اس نے بابر کے معتمدین کی مجلس مشاورت بلائی تھی۔عبدالقدوس بیگ کی واپسی کے بعد دولت بیگم حرکت میں آ گئی اور اس نے مجلس مشاورت میں شامل لوگوں کو حسن یعقوب اور شامل فہرست لوگوں پر شب خون مارنے کے لئے سبز جھنڈی دِکھادی۔

سلطان محمود مرزا کے بابر کی طرف بھیجے گئے قاصد عبدالقدوس بیگ کے اندجان سے روانہ ہونے سے پہلے حسن یعقوب اپنے اپنے متوقع منصوبے سے آگاہ کر دیا تھا، جو کچھ اس طرح تھا:''بابر ایک ناپختہ ذہن لڑکا ہے اس لیے فرغانہ کی حکومت اس کے بس کا روگ نہیں ہے۔مسند شاہی پر چند دنوں سے زیادہ متمکن رہنا اس کے لیے ممکن نہیں ہوگا، اس کی معزولی کے انتظامات مکمل کر لیے گئے ہیں آخشی کے اہم قلعے پر بابر کے چھوٹے بھائی جہانگیر مرزا کو مامور کروا دیا گیا ہے اور اسے یہ باور کرا دیا گیا ہے کہ اس کا چچا سلطان محمود مرزا سمرقند سے آ کر اسے اپنی سرپرستی میں لے لے گا اور بابر کو فرغانہ سے نکال دیا جائے گا دراصل اس کے پس پردہ یہ امر کارفرما ہوگا کہ حکومت کی باگ ڈور تو سلطان محمود مرزا کے ہاتھ میں ہوگی اور جہانگیر مرزا صرف ایک کٹھ پتلی کی طرح سلطان محمود مرزا کے احکامات کی تعمیل کرے گا، مگر عبدالقدوس بیگ پر یہ لازم ہوگا کہ وہ سلطان محمود مرزا سے یہ وعدہ لے کر کہ وادی فرغانہ کے اقتدار کی منتقلی کے بعد سلطان محمود مرزا اپنی

عدم موجودگی میں حسن یعقوب کو اپنے نمائندے کی حیثیت سے جہانگیر مرزا کی سرپرستی کے اختیارات سونپ دے گا تاکہ جہانگیر مرزا اپنے پر پرزے نکال سکے۔

اس منصوبے کو سننے کے بعد عبدالقدوس بیگ نے حسن یعقوب سے یہ کہا کہ میں عبدالقدوس بیگ سلطان محمود مرزا کے ایک نمائندے کی حیثیت یہ وعدہ کرتا ہوں کہ تمہارا یہ مطالبہ من وعن تسلیم کرلیا گیا ہے میرے اس وعدے کو سلطان محمود مرزا کا وعدہ تصور کیا جائے۔

حسن یعقوب بھی عبدالقدوس بیگ کے کئے ہوئے اس وعدے پر پوری طرح خوشی بھی نہیں منایا تھا کہ اسے اس کے جاسوسوں نے یہ بری خبر سنائی کہ دولت بیگم اپنے حواریوں کے ذریعے اس پر شب خون مارنے کا ارادہ رکھتی ہے یہ خبر سن کر حسن یعقوب کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے اس نے آناً فاناً اپنے دستے کو کوچ کا حکم دے دیا رات آدھی سے زیادہ گزر چکی تھی کہ جب حسن یعقوب سمرقند کی جانب نکل کھڑا ہوا کیونکہ اس نے سمرقند جانے ہی میں اپنی عافیت سمجھی تھی۔

دولت بیگم کو سلاخ قاسم بیگ اور شیرم طغائی کے ذریعے حسن یعقوب کے سمرقند کی جانب فرار کی خبر مل چکی تھی لہذا انہوں نے ایک فوجی دستے کے ساتھ حسن یعقوب کا پیچھا کرنا شروع کردیا، حسن یعقوب نہایت ہی شاطر دماغ شخص تھا اسے معلوم تھا کہ دولت بیگم نچلی نہیں بیٹھے گی اور اس کا تعاقب کرنے کے لیے کوئی نہ کوئی اہتمام کرے گی، اس نے دولت بیگم کے آدمیوں کو چکمہ دینے کے لیے سمرقند کی طرف جان کی بجائے راستے ہی سے اپنا رخ آخشی کی طرف موڑ دیا وہ جانتا تھا کہ آخشی کے قلعے میں اس کا پروردہ شہزادہ جہانگیر مرزا اس کا منتظر ہوگا وہ وہاں پہنچ کر قلعے پر قابض ہوجائے گا اور جہانگیر مرزا کو اپنی سرپرستی میں لے لے گا، اسی وقت سمرقند کے سلطان محمود مرزا کو یہ ساری خبریں بھیج دی جائیں گی، اس طرح سلطان محمود مرزا بہت خوش ہوجائے گا فرغانہ کی وسط میں قابض ہوکر وہ بابر کو بھی بہت پریشان کرسکے گا اور آخشی کا اہم قلعہ سلطان محمود مرزا کو تحفہ پیش کرکے وہ اپنی نوکری بھی پکی کرلے گا اور پھر اس کے مزے ہی مزے ہوں گے۔ شیخ چلی کی طرح دل ہی دل میں منصوبے بناتا ہوا وہ آخشی کے قلعے کی طرف رواں دواں ہوگیا 'تدبیر کند بندہ تقدیر کند خندہ' کے مصداق اسے کیا معلوم تھا کہ وہاں پہنچ کر اس کے ساتھ کیا ہونے والا تھا۔

(آپ بھی اگلی قسط کے آنے تک یہ سوچتے رہیے کہ نمک حراموں اور غداروں کا کیا انجام ہونا چاہیے؟؟؟)

اللہ کے محبوب بنئے

پیر حافظ محمد ذوالفقار نقشبندی

نوجوانوں کے جذبات واحساسات:

بچوں کی تربیت کے عنوان سے بات چیٹ ہورہی تھی، جب بچے نوجوان ہوجاتے ہیں تو یہ زندگی کے ایک نئے مرحلے میں داخل ہوجاتے ہیں ان کی اپنی سوچیں ہوتی ہیں احساسات ہوتے ہیں اپنے جذبات ہوتے ہیں جس طرح ان کو کھانا پینا، سونا اس کی ضرورت محسوس ہوتی ہے اس طرح ان کو اپنی جنسی ضروریات کو پورا کرنے کی بھی ضرورت محسوس ہوتی ہے شریعت وسنت نے اس کا بہترین حل یہ بتایا کہ جب بھی بچی کے جوڑ کا خاوند مل جائے فوراً اس کی شادی کردی جائے ہمارے مشائخ اس بارے میں اتنی حتیاط کرتے تھے کہ جیسے ہی انہیں پتا چلتا کہ بچی گھر میں جوان ہوگئی تو ایک سے دوسرا مہینہ اپنے گھر میں نہیں آنے دیتے اس کی رخصتی کرکے فریضہ ادا کردیتے تھے۔

اس لیے کہ کتابوں میں لکھا ہے جوان ہونے کے بعد بیٹی اگر شادی نہ ہوئی تو وہ جو گناہ کا کام بھی کرے گی وہ ماں باپ کے نامہ اعمال میں بھی جائے گا ورآج تو حالت ایسی ہے کہ جہیز کی تیاریوں میں اورادھرادھر کی تیاریوں میں اتنی دیر لگادیتے ہیں کہ ایک بیٹی کی شادی کررہے ہوتے ہیں اوراس سے نیچے کی تین بیٹیاں بھی جوان ہورہی ہوتی ہیں، اب ایسی صورت میں کہ جب بچے جوان ہوگئے اوراس کو دس پندرہ سال پھر ماں باپ کے گھر رہنا پڑا تو اس دوران تو پھر وہی گناہ سے بچے گی جو یا تو غبیہ ہوگی یا پھر اللہ کی ولیہ ہوگی، غبیہ کہتے ہیں کہ جس کا دماغ کام نہ کرتا ہو، پاگل سی ہو اور ولیہ کہتے ہیں جس کے سینے کو اللہ نے ولایت کے نور سے روشن کردیا ہو، ان دونوں کے درمیان میں جو کئی ہے اس کا گناہ سے بچنا بہت مشکل ہے، اس لیے کہ شیطان گناہ کی طرف لاتا ہے اور انسان کا اپنا نفس گناہ کی طرف کھینچتا ہے۔

عفت وعصمت کی حفاظت پر اجر:

کچھ لوگ ہوتے ہیں جو انسان کی شکل میں شیطان کی نمائندے ہوتے ہیں، وہ اپنے کلاس فیلوز ہوں اپنے قریب کے رشتے دار ہوں یا اجنبی غیر محرم ہوں وہ بھی گناہ کی طرف دعوت دیتے ہیں، پھر ریڈیو، ٹی وی گانا موسیقی ویڈیو اور انٹرنیٹ کے اوپر چیٹنگ اس نے جلتی پر تیل کا کام کر دیا ایسی صورت میں جب اس نوجوان بچی کو ہر طرف گناہوں کی کشش کھینچتی ہے تو پھر اس کی سوچوں میں فرق آنا شروع ہو جاتا ہے حیا ایک قدرتی اور فطری چیز ہے جو اللہ نے عورت میں رکھی ہے اس کے لیے حیا اور پاکدامنی کی زندگی گزارنا مشکل ہوتا ہے اس کو اپنے اندر ایک جنگ کرنی پڑتی ہے اب خوش نصیب بچیاں اس جنگ کو سمجھتی ہیں کہ ہم جہاد کر رہی ہیں مرد دشمن کے سامنے میدان جنگ میں جا کر جہاد کرتے ہیں اور بچیاں اپنے گھروں میں رہ کر اپنے نفس کے ساتھ جہاد کر رہی ہوتی ہیں ان کو ادھر ادھر سے گناہ کی دعوتیں ملتی ہیں مگر وہ اپنے نفس کے ساتھ جہاد کر رہی ہوتی ہیں ان کو ادھر ادھر سے گناہ کی دعوتیں ملتی ہیں مگر وہ سمجھتی ہیں ہم نے اپنے ناموس کی حفاظت کر لی اللہ کی نظر میں ہم فتح یاب ہوں گی، جس طرح مجاہد اگر جنگ میں فتح پائے تو غازی بنتا ہے، اسی طرح اگر بچی اپنی عزت وناموس کی حفاظت کر گئی تو وہ اللہ کی نظر میں غازیہ ہوگی تو مردوں کا جہاد میدان جنگ میں، عورت کا جہاد چوبیس گھنٹے اپنے گھر میں رہتے ہوئے اپنے نفس کے ساتھ، مرد کا جہاد کھلا ہوتا ہے سب کے سامنے ہوتا ہے نوجوان بچی کا جہاد چھپا ہوا ہوتا ہے وہ کسی کو بتا بھی نہیں سکتی، کسی کو اپنے دل کے راز کھول بھی نہیں سکتی کہ کاہس کہاں سے شیطان اس پہ حملے کرتا ہے، نفس اس کو کہاں کہاں جال میں پھنسانے کی کوشش کرتا ہے بس وہ اپنے رب کے سامنے فریاد کر سکتے ہے اور اپنے آپ کے ساتھ جہاد کر سکتی ہے تاکہ وہ اس میں کامیاب ہو جائے۔

بہنوں کے پلے باندھنے کی بات:

یہ بات ذہن میں رکھنا عورت کی ہر غلطی معاف ہو جایا کرتی ہے لیکن کردار کی غلطی کبھی معاف ہوا کرتی، اس لیے عورت کی تربیت میں اگر کوئی اور کمی رہ گئی کہ زبان دراز ہے غصے کی تیز

ہے ضدی ہے، کام چور ہے، غافلہ ہے سست ہے اس قسم کی اس کی تمام کمزوریاں برداشت آسانی سے کر لی جاتی ہیں، لیکن اس کے کردار کی کمزوریاں برداشت کرنے کے لیے کوئی تیار نہیں ہوتا، اس لیے جوان بچیوں کے لیے اپنی عزت و ناموس کی حفاظت کرنا یہ سب سے بڑا کام ہے اللہ رب العزت نے جہاں قرآن مید میں چوری کا تذکرہ کیا وہاں فرمایا: **والسارق والسارقة فاقطعوا ایدیھما.** (سورۃ المائدہ)

چوری کرنے والے مرد اور چوری کرنے والی عورت ان دوں کے ہاتھوں کو کاٹ دیا جائے تو مرد کا تذکرہ پہلے اور عورت کا تذکرہ بعد میں لیکن جہاں زنا کا تذکرہ آیا وہاں اللہ تعالیٰ نے عورت کا تذکرہ پہلے کیا: **الزانیة والزانی فاجلدوا کل واحد منھما مائة جلدة**

(سورۃ النور)

زنا کرنے والی عورت اور زنا کرنے والا مرد اور مفسرین نے لکھا کہ جب تک عورت خود ڈھیل نہ دے خود موقع مہیا نہ کرے مرد کوشش کے باوجود اس کی عزت و ناموس پہ ہاتھ نہیں ڈال سکتا۔ پھر چوری کرنا مردانگی کے زیادہ خلاف تھا اس لیے وہاں پر مرد کا تذکرہ پہلے کیا، زنا کرنا حیا کے خلاف ہے اور حیا عورت میں زیادہ ہوتی ہے اس لیے عورت کا تذکرہ پہلے کیا۔

عزت و ناموس کے روشن چراغ کی حفاظت کیسے؟

لہذا جوان بچی کے لیے دنیا میں سب سے بڑا کام اپنی عزت کی حفاظت کرنا، اس کو یوں محسوس ہونا چاہیے کہ ہر غیر آدمی مری طرف لالچ کی نظر رکھتا ہے اور میں نے اپنے آپ کو خود بچانا ہے جس طرح چراغ جل رہا ہو تو ہوا کے جھونکو سے اسے خود بچایا جاتا ہے نہیں بچائیں گے تو کوئی تھپیڑا آئے گا چراغ گل کر جائے گا اسی طرح بچی سمجھے کہ میری عزت و ناموس کا چراغ جل رہا ہے، آندھیوں سے ہواؤں سے اسے میں نے بچانا ہے اگر میں نے غفلت کی تو کوئی تھپیڑا لگے گا اور میری عزت کا چراغ گل ہو جائے گا، یہ عورت کا دنیا کے اندر رہتے ہوئے سب سے بڑا کام ہوتا ہے کہ وہ اپنی عزت و ناموس کی حفاظت کرے۔

نابینا کی زریں نصیحت:

اس لیے ایک نابینا کے بارے میں ایک واقعہ اس عاجز نے پہلے بھی سنایا۔ کہ رات کا وقت تھا اسے پانی لانے کی ضرورت پڑی کہیں دور سے اس نے پانی کا گھڑا اپنے سر پر رکھا اور لاتے ہوئے اس نے ایک ہاتھ میں چراغ جلا کر پکڑا ہوا اب دیکھنے والے بڑے حیران کہنے لگے آپ تو نابینا ہو آپ کو اس روشنی سے فائدہ تو کوئی نہیں، آپ تو اپنے اندازے کے مطابق راستوں کے اوپر چلتے ہو تو آپ کو تو روشنی کی ضرورت ہی نہیں، اس نے کہا بالکل ٹھیک ہے مجھے روشنی کی ضرورت نہیں لیکن رات کو اندھیرا آنکھوں والے جب اندھیرے میں چلتے ہیں تو ان کو صحیح پتہ نہیں چلتا میں نے چراغ جلا کر اس لیے پکڑ لیا کہ کہیں کوئی آنکھوں والا مجھ سے نہ ٹکرائے اور اس کی وجہ سے میرا گھڑا نہ ٹوٹ جائے، تو اندھا کتنا سمجھ دار تھا کہ اس نے چراغ اس لیے پکڑا تھا کہ دوسرے لوگ راستے کو دیکھیں اور مجھ سے مٹ ٹکرائیں اس لیے کہ اگر ٹکرائیں گے تو نقصان تو میرا ہوگا۔ جو ان عورت کو بھی یہی سوچ رکھنی چاہیے اگر میں بے پردہ باہر نکلی اگر کسی غیر محرم نے دیکھ لیا اور اس کی نظر میں فتور آ گیا اگر میں نے کسی کے ساتھ تنہائی میں باتیں کیں، اگر میں نے کسی کے ساتھ ٹیلی فون پر باتیں کرنا شروع کر دیں اور ذرا سا بھی کسی کو موقع دیا تو عزت تو میری خراب ہوگی، دنیا کی بھی بدنامی اور اللہ کے ہاں کی بھی ناراضگی اور میں اس جہاد میں پھر ناکام ہو جاؤں گی اور اپنے رب کو کیا منہ دکھاؤں گی اس لیے اس کو ان باتوں کا خیال رکھنا چاہیے۔

عورت کا گھر میں رہتے ہوئے سب سے بڑا کام:

ازواج مطہرات کے بارے میں آیا کہ اس بارے میں اتنا احتیاط کرتی تھیں کہ جب کبھی صحن کے اندر فارغ بیٹھیں ہوتیں کوئی تسبیح وغیرہ کر رہی ہوتیں تو کھلے صحن کی طرف چہرہ نہیں کرتی تھیں بلکہ دیوار کی طرف چہرہ کر کے بیٹھتی تھیں کہ ممکن ہے غلطی سے بھی کسی کی نظر پڑنے کا امکان نہ ہو، اب سوچیئے کہ اپنے گھر میں بیٹھی ہوئی عورت صحن کی طرف چہرہ کر کے اس لیے نہیں بیٹھتی کہ ممکن ہے کہ دروازہ کھلے یا کوئی اور ایسی صورت بن جائے غلطی سے بھی کسی کی نظر نہ پڑے

تو وہ بیٹھی بھی تھیں دیوار کی طرف اپنا چہرہ کر کے بیٹھتی تھیں تا کہ کسی کی نظر پڑنے کا سوال ہی پیدا نہ ہو تو معلوم ہوا کہ یہ عورت کی ذمہ داری ہوتی ہے فرض منصبی ہوتا ہے اس کا دنیا میں رہتے ہوئے سب سے بڑا کام یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنی عزت و ناموس کی حفاظت کرے اگر اس کی عزت لٹ گئی اس کا سب کچھ لٹ گیا، اس کا کچھ نہ بچا اس لیے عورت کو اس معاملے میں ضرورت سے زیادہ محتاط ہونے کی ضرورت ہے۔

ایک مسلمہ حقیقت کی طرف توجہ:

ایک اصول ذہن میں رکھ لیں افسوس کے ساتھ مجھے کہنا پڑ رہا ہے کہ مرد ہمیشہ (Opportunist) ہوتے ہیں، یہ طے شدہ بات ہے، آزمائی ہوئی بات آپ کو اسے آزمانے کی ضرورت نہیں، اصول بنالیں کہ مرد ہمیشہ موقع پرست ہوتے ہیں عورت کے معاملے میں مرد اٹھارہ سال کا جوان ہو یا اسی سال کا بوڑھا ہو سب کی حالت ایک جیسی ہوتی ہے جب بے پردہ عورت نکلتی ہے ایک ہی وقت میں اس کو جوان بیٹا بھی لالچ کی نظر سے دیکھ رہا ہوتا ہے اور اس کا سفید بالوں والا باپ بھی اس لڑکی کو لالچ کی نظر سے دیکھ رہا ہوتا ہے، عورت مرد کی ایک کمزوری ہے اس لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اپنی امت کے مردوں پر سب سے زیادہ جس چیز کا خطرہ ہے وہ عورت کا فتنہ ہے اس لیے یہ عورت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے آپ کو بچائے، شریعت نے مروں کو بھی کہا کہ وہ اپنی نگاہوں کا لحاظ کریں خیال رکھیں، عورت کو بھی کہا کہ وہ بھی اپنی نگاہوں کا خیال رکھیں، آج کل کی جوان بچیاں سمجھتی ہیں کہ نظروں کو نیچے کرنا تو مرد کا کام ہے وہ کیوں ہماری طرف دیکھتے ہیں اور اس چیز کو بھول جاتی ہے کہ ان میں بھی نفس ہے اور ان کے ساتھ بھی شیطان ہے ان کی نظر بھی اگر غیر مرد پر پڑے گی تو ان کے بھی فتنے میں پڑھنے کا خطرہ ہے، قرآن مجید میں گواہی دے دی۔ اطھر لقلوبکم و قلوبھن (سورۃ الاحزاب)

کہ پردے میں رہو بیبیو یہ ان مردوں کے دلوں کے لیے بھی پاکیزگی کے لیے اچھا ہے اور تمہارے دلوں کی پاکیزگی کیلیے بھی اچھا ہے تو دلوں کے بھید جاننے والے اللہ نے فیصلہ

فرمادیا کہ جب بھی انسان نظر کی کوتاہی کرتا ہے تو مرد کے اندر بھی اس سے گناہ آتا ہے اور عورت کے دل میں بھی گناہ کے خیالات آتے ہیں، لہذا کسی کو رابعہ بصری بننے کی ضرورنہیں، قرآن مجید کی تعلیمات کو قبول کرنے کی ضرورت ہے اور اس بات کو مان لینا چاہیے کہ عورت کے لیے بھی اپنی نظر کی حفاظت کرنا ضروری مرد کے لیے بھی اپنی نظر کی حفاظت کرنا ضروری تاہم مرد کو بھی منع کیا گیا عورت کو بھی منع کیا گیا تو جوان بچی کے لیے دنیا کا سب سے بڑا اہم کام اور فرض اس کا اپنی عزت وعصمت کی حفاظت ہے۔

اثر انگیز مثال:

مثال سنیے فرض کرو کہ آپ کے پاس دس ہزار ڈالر ہیں اور آپ حج کے لیے سفر کر رہی ہیں تو کیا خیال ہے آپ اپنے اس پیسے کو عام کسی شاپر کے اندر ڈال کر سفر کرتی پھریں گی؟ نہیں! آپ اسے Lock میں رکھیں گی، چھپا کر رکھیں گی کہ آپ اگر حرم شریف جائیں اور بچے کوئی آپ کے کمرے میں بھی آجائے صفائی کرنے والا تو وہ بھی آپ کی اس رقم کو نہ دیکھ سکے، تو جب آپ کو اپنی رقم کے رکھنے کا اتنا خیال ہے کہ اسے Locked Key میں رکھنے کے باوجود بھی ایسی جگہ چھپا کے رکھتی ہیں کہ ڈھونڈنے والا بھی نہ ڈھونڈ پائے تو عزت وعصمت تو اس سے بھی بہت زیادہ قیمتی ہے آپ اپنے آپ کو بھی اس طرح مردوں سے چھپا کر رکھیں۔ کہ اگر کسی کی نیت میں فتور بھی ہو تو اس کا ہاتھ آپ تک پہنچ نہ پائے اس لیے شریعت نے ہمیں حیا اور پاکدامنی کی تعلیم دی، اس قدر پاکدامنی کی تعلیم دی کہ شریعت نے حکم دیا کہ عورت اگر کنگھی کرے اور اس کے کچھ بال ٹوٹ جائیں تو ان ٹوٹے ہوئے بالوں کو بھی عام جگہوں پہ نہ ڈالے ممکن ہے کسی غیر مرد کی نظر پڑ جائے اور یہی بال اس کے لیے عورت کی طرف میلان کا سبب بن جائیں تو جو شریعت عورت کے جسم سے ٹوٹے ہوئے بالوں کی بھی بے پردگی کو پسند نہیں کرتی وہ زندہ عورت کی بے پردگی کیسے پسند کرے گی؟ اس شریعت نے یہ حکم دیا کہ عورت اگر فوت ہو جائے تو اس کا جنازہ جب قبر میں اتارا جانے لگے تو فقط قریب کے لوگ اتاریں۔ غیر محرم مرد بھی اس کو ہاتھ لگانے سے پرہیز کرے،

تو پھر زندگی میں جیتے جاگتے شریعت کیسے پسند کرے گی کہ یہ عورت اپنے آپ کو کسی غیر کے حوالے کرے اس لے یہ ایک بہت اہم عنوان ہے اور آج کل چونکہ عریانی عام ہے۔فحاشی عام ہے اور ہم ایک ایسے ماحول میں رہتے ہیں کہ جہاں پر مسلمان بھی ہیں، غیر مسلم بھی ہیں اور غیر مسلموں کے نزدیک چونکہ کسی کو کوئی اہمیت ہی نہیں، اس لیے وہ آدھے ننگے جسموں کے ساتھ چلتے پھرتے ہیں، تو مسلمان بچیاں بھی دھوکے میں آجاتی ہیں۔

☆☆☆

جنت میں گھر

قرۃ العین، کراچی

خلیفہ ہارون رشید کے زمانے کا واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ ہارون رشید اپنی بیوی ملکہ زبیدہ کے ساتھ کسی ساحل پر ٹہل رہے تھے کہ اتنے میں ان کی نظر ایک فقیر پر پڑی جو ریت سے گھر بنا رہا تھا تو وہ دونوں ٹہلتے ہوئے اس فقیر کے پاس گئے اور ملکہ زبیدہ نے اس سے پوچھا کہ بابا کیا کر رہے ہو؟ فقیر نے کہا: ''جنت میں گھر بنا رہا ہوں۔'' ملکہ زبیدہ نے (اس خیال سے کہ اس فقیر کی تھوڑی سی مدد کردوں) فقیر سے پوچھا کہ یہ ریت کا گھر بیچو گے؟ فقیر بولا ہاں! اس سے پوچھا کیا قیمت لوگے؟ فقیر بولا پچیس درہم ملکہ نے اسے پیسے دے دیے اور پوچھا کیا اب یہ گھر میرا ہو گیا؟ فقیر بولا: ''ہاں اب تم اس جنت کے گھر کی مالک ہو۔'' رات کو ہارون رشید نے خواب میں دیکھا جنت میں ایک گھر ہے جس پر زبیدہ کا نام لکھا ہے۔

دوسرے دن اس نے زبیدہ سے کہا چلو آؤ ساحل پہ پھر ٹہلنے چلتے ہیں وہاں انہیں پھر فقیر نظر آیا جو کہ ریت کا گھر بنا رہا تھا ہارون رشید اس کے پاس گئے اور اس سے کہا کہ بابا کیا کر رہے ہو؟ فقیر بولا جنت میں گھر بنا رہا ہوں، ہارون رشید نے پوچھا بابا بیچو گے؟ فقیر بولا تیری پوری سلطنت کے بدلے ہارون رشید بڑا حیران ہوا اور بولا کل تم نے پچیس درہم میں بیچا تھا آج اتنا زیادہ کیوں، فقیر بولا بیٹا اب تو دیکھے بھالے کا سودا ہے۔ یہ سن کر دونوں ٹہلتے ہوئے واپس چلے گئے۔

(قسط نمبر1)

شرعی پردہ

حکیم الاسلام قاری محمد طیب قاسمی رحمۃ اللہ

مسئلہ حجاب کی بنیادی علت:

پردہ خود مقصود نہیں اس کی بنیادی حقیقت مقصود ہے۔مسئلہ حجاب اور اس کی مالہ وماعلیہ کو سامنے لانے سے پیشتر یہ اصولی حقیقت سمجھ لینی ضروری ہے کہ عموماً تمام انواع احکام اور خصوصا معاشرتی احکام میں ہر شرعی حکم کے نیچے اس کی کوئی نہ کوئی بنیادی علت ضرورت ہوتی ہے۔جو اس حکم کا منشاء اور مدار ہوتی ہے اور اس علت کی بنا پر وہ حکم شارع حقیقی کی طرف سے وضع کیا جاتا ہے خواہ وہ علت نص وآیت وروایت کے الفاظ میں موجود ہو جسے ہر کس وناکس دیکھ سکے یا معنی میں لپٹی ہو جس تک مجتہد اور راسخین فی العلم ہی کی نگاہ پہنچ سکتی ہو اور وہی اسے اندر سے نکال کر باہر نمایاں کر سکتے ہوں، بہرصورت حکم میں کسی نہ کسی علت کا ہونا ضروری ہے جو مدار حکم ہی نہیں ہوتی، بلکہ حکم کی یہ صورت اسی مخفی اور بنیادی علت کے حصول کی ایک تدبیر ہوتی ہے اگر مثبت حکم ہے جسے امر کہتے ہیں تو اس زیر ینہ علت کا دفعیہ پیش نظر ہوتا ہے پس یہ حکم اپنی متعلقہ علت کے حصول یا دفعیہ کی ایک تدبیر ہوتا ہے جس کا مقصود اصلی رداً یا اثباتا یہی علت ہوتی ہے خود حکم بذاتہ مقصود نہیں ہوتا اندریں صورت علت مرتفع ہو جانے پر حکم بھی مرتفع ہو جاتا ہے اور اس میں ضعف پیدا ہو جانے پر حکم میں شدت باقی نہیں رہتی۔

بنیادی علتوں کی چند مثالیں

تصویر کی مثال:

مثلاً: ممنوعات شرعیہ کے سلسلہ میں تصویر کی ممانعت ایک حکم شرعی ہے جس کی بنیادی

علت صورت پرستی اور حقیقت بیزاری کا انسداد ہے جس کا نام شرک ہے اس سے بچنے کے لیے تصویر کی ممانعت کی گئی ہے کیونکہ تصویر ہی تاریخی طور پر ہمیشہ شرک و بت پرستی اور حقیقت بیزاری کی بنیاد ثابت ہوئی ہے قوم نوح عملاً اس میں مبتلا تھی تو اس کے مٹانے کے لیے نوح علیہ السلام مبعوث ہوئے۔قوم ابراہیم بت گر اور بت پرست تھی تو ابراہیم علیہ السلام بت شکن بن کر آئے قوم موسیٰ نے مصر سے ہجرت کرتے ہوئے صنعاء میں مورتی پوجا دیکھی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے خواہش کی کہ انہیں بھی ایسے ہی برنجی معبود بنا دیے جائیں تو انہوں نے سختی سے یہ کہہ کر جھڑکا کہ: **انکم قوم تجھلون** تم جاہلانہ باتیں کرتے ہو۔

بہرحال! تصویر کی ممانعت درحقیقت انسداد شرک کے لیے تھی جہاں اور جس قوم میں اس کے جراثیم پائے گئے وہیں ان روحانی اطباء انبیاء علیہم السلام نے ان کا آپریشن کیا، شریعت اسلام چونکہ جامع مکمل اور ابدی شریعت تھی اس لیے اس نے وقوع شرک کا انتظار کئے بغیر اسباب شرک اور احتمال شرک پر بھی انسدادی احکام جاری کیے اور تصویر کی ممانعت بلکہ استیصال میں بعید سے بعید احتمال کو بھی سامنے رکھا، مگر علت ممانعت وہی رذیلۂ شرک اور اس کا انسداد رہا، پس ممانعت تصویر کا حکم درحقیقت علت شرک کے دفعیہ کی ایک تدبیر ہے خود بذاتہ مقصود نہیں اور نہ ہی تصویر بذاتہ قبیح ہے۔یہی وجہ ہے کہ جہاں شرک کا کوئی واہمہ اور امکان نہ ہو وہاں یہ حکم ممانعت بھی باقی نہ رہے گا، عالم برزخ میں ملائکہ علیہم السلام میت سے سوال و جواب کرتے وقت بتصریح شراح حدیث نبی کریم ﷺ کی تصویر دکھلا کر سوال کریں گے کہ "**من ھذاالرجل**"؟ یہ کون ہیں؟

ظاہر ہے کہ ادھر تو ملائکہ علیہم السلام شرک کے واہمہ تک سے بری اور ادھر میت کے حق میں بھی وہاں شرک کا کوئی امکان نہیں۔جبکہ ہر دو فریق کو وہاں وحدانیت حق کا مشاہدہ حاصل ہے اس لیے وہاں تصویر کی ممانعت بھی باقی نہ رہی۔نیز بنصِ حدیث جنت کے بازاروں میں تصویریں

بھی فروخت ہوں گی جن کی قیمت ذکر اللہ ہوگا ظاہر ہے کہ سارے اہل جنت ارباب کشف شہود ہوں گے جن میں شرک کا تخیل بھی ناممکن ہوگا اس لیے وہاں ممانعت تصویر کا حکم بھی باقی نہ رہے گا، ورنہ جو چیز بذاتہ قبیح ہوگی وہ جیسے دنیا میں حرام ہوگی جنت میں بھی حرام ہوگی، زنا یہاں جائز نہ وہاں جائز، جھوٹ اور دنگا فساد نہ یہاں جائز نہ وہاں جائز، فرق یہ ہے کہ یہاں اس سے بہ تکلف اور بزور عقل وہمت بچا جاتا ہے اور وہاں بداعیہ طبع ان امور سے نفرت ہوگی بلکہ ان کا مادہ ہی دلوں میں سے ختم کر دیا جائے گا اگر تصویر بھی بذاتہ قبیح اور منکر ہوتی تو دنیا کی طرح جنت میں بھی اس کے وجود کو برداشت نہ کیا جاتا اس سے واضح کہ وہ صرف رذیلۂ شرک سے بچانے کی ایک تدبیر ہے جہاں اس رذیلہ کا وجود نہ ہو جیسے عالم برزخ اور آخرت اس تدبیر کی ضرورت بھی نہ ہوگی۔

خود شریعت اسلام نے شرک کے ریشے ختم کرنے کے لیے تصویر کی شدت سے ممانعت کی مگر علت ممانعت وہی احتمال شرک قرار دیا ہے اس لیے دنیا میں بھی جہاں جہاں شرک کا احتمال نہیں وہاں یہ حکم ممانعت بھی باقی نہیں رہتی کہ مقطوع الراس سر کٹی تصویر کی پوجا نہیں کی جاتی یا پورے جسم ہی کی تصویر ہو مگر چہرے پر قلم پھیر دیا جائے یا کوئی بھی توہین آمیز علامت بنا دی جائے جس سے چہرے کے خدوخال میں فرق پڑ جائے تو پھر یہ پوری تصویر بھی ممنوع نہیں رہتی کہ یہ صورت توہین تصویر کی ہے تعظیم تصویر کی نہیں ہے جس سے شرک کی بنیاد پڑتی۔

یا قلم بھی نہ پھیرا جائے مگر تصویر کو جوتوں کی جگہ قدموں میں ڈال دیا جائے تو پھر بھی حکم ممانعت اٹھ جاتا ہے کیونکہ تصویر کو پامال کرنے کے ساتھ شرک جمع نہیں ہوسکتا کہ یہ انتہائی تذلیل ہے اور شرک انتہائی عظیم ہے تو ضدیں کیسے جمع ہوسکتی ہیں؟؟ اس سے واضح ہے کہ تصویر خود بذاتہ ممنوع نہیں ہے ورنہ برزخ، آخرت اور عالم دنیا میں تصویر اور اس کے مذکورہ افراد ہرگز مباح نہ قرار دیے جاتے بلکہ اس کی ممانعت رذیلۂ شرک سے بچانے کی ایک تدبیر ہے اس لیے وہ شرک

کے امکانات ہی کے وقت ممنوع رہے گی ورنہ نہیں۔

حرمت سود کی مثال:

مثلاً: معاوضات کے سلسلہ میں سود کے حرام ہونے کی بنیادی علت صاحب معاملہ کے مال مملوک میں سے مقدار سود کا بلاعوض اور زائد حق جھپٹ لینا ہے جو بلاشبہ ظلم وغصب اور غارت گری ہے پس سود کی ممانعت اس بے جا چھینا جھپٹ اور ظلم وغارت گری کی علت کی وجہ سے ہے خود بذاتہ زیادۃ کا لیا جانا ممنوع نہیں چنانچہ یہی مال مملوک اگر معصوم ہونے کی بجائے کسی وجہ سے مباح قرار پائے جیسے کفار حربی بن جائیں اور ان کا جان و مال مباح ہو جائے تو اس میں سے مقدار سود کا لے لیا جانا بھی ظلم اور غارت گری نہ رہے گا اس لیے ممنوع بھی نہ رہے گا جیسا کہ فقہ میں اس کی تفصیلی صورتیں موجود ہیں۔

حرمت شراب کی مثال:

یا جیسے شراب کی حرمت علت سکر (نشہ) کی وجہ سے ہے گویا شراب سے روکا جانا خود اس مشروب سے روکنا نہیں بلکہ اس کی کیفیت نشہ سے بچانا ہے جس نے اس مشروب کو ناپاک کر دیا ہے یہ دوسری بات ہے کہ یہ کیفیت نشہ آوری اس شربت میں گھل مل گئی ہے اور اس سے جدا نہیں ہے اس لیے اس سے بچانے کی صورت بجز اس مشروب سے روک دیے جانے کے دوسری نہیں ہو سکتی تھی۔

پس اس مشروب سے روکنا درحقیقت اس کیفیت سے بچانے کی ایک تدبیر ہے فی نفسہ اس سیال مادہ سے روکنا نہیں، اگر اس میں یہ کیفیت نہ آئے یا باقی نہ رہے تو یہ حکم ممانعت بھی اٹھ جائے گا، چنانچہ ان کو یا کھجور کے اس زلال اور نچوڑہ میں جب تک یہ کیفیت پیدا نہ ہو یا ابھرنے نہ پائے جسے نبیذ کہتے ہیں تو اس پر شرع کی ممانعت کا فتویٰ بھی نہ لگے گا حالانکہ یہ وہی سیال مشروب ہے جو نشہ آور ہو جانے کے بعد فوراً ہی زیر ممانعت آ کر حرام خالص بن جاتا ہے جس

کا نام اب بجائے نبیذ کے خمر ہو جائے گا یا کسی سیال مادہ میں مثلاً نشہ آوری کی کیفیت پیدا ہو کر کسی وجہ سے زائل ہو جائے جیسے الکحل دواؤں یا دوسری استعمالی اشیاء میں ملا دیے جانے پر اس کے کچھ مادی اجزاء تو باقی رہ جاتے ہیں مگر سیلانی کیفیت اڑ جاتی ہے جس کے ذیل میں یہ نشیلا پن بھی کافور ہو جاتا ہے تو ایسے مشروبات کی ممانعت بھی نہیں آئی جیسے خمر؛ سرکہ بن جائے تو تبدل ماہئیت سے وہی مشروب اب بجائے حرام ہونے کے حلال ہو گیا حالانکہ سیال مادہ وہی ہے جو پہلے تھا، تبدیل ہئیت نے صرف اس کے نشہ کی کیفیت کو زائل کر دیا ہے۔

بہر حال! ممانعت شراب سے ممانعت نشہ مقصود ہے ممانعت مشروب مقصود نہیں اندریں صورت اس مشروب کی ممانعت درحقیقت نشہ سے بچانے کی ایک تدبیر ہوئی جو تا بقاء نشہ باقی رہے گی ورنہ رخصت ہو جائے گی، البتہ بقاء نشہ کی صورت میں شراب کا ایک ایک قطرہ اسی طرح حرام رہے گا جس طرح پورا جام وسبو حرام تھا اگرچہ ایک قطرہ سے نشہ نہ چڑھے کیونکہ اس میں بقدر حصہ وجثہ؛ نشہ ضرور موجود ہے۔ خواہ اس کا احساس ہو یا نہ ہو جیسے درخت یا بچہ کا نشو ونما ہر ہر ساعت اور ہر ہر پل ہوتا رہتا ہے مگر قلت مقدار کی وجہ سے اس کا احساس نہیں ہوتا سال دو سال میں جب اس کی مقدار معتد بہ ہو جاتی ہے تو مجموعہ کا احساس ہوتا ہے پس اس عدم احساس کی وجہ سے اس مقدار قلیل کے عدم کا دعویٰ نہیں کیا جا سکتا اسی طرح قطرات شراب میں جزوی نشہ کے محسوس نہ ہونے کی وجہ سے اس کی موجودگی کی نفی نہیں کی جا سکتی بہر حال شراب کی ممانعت نشہ سے بچانے کی تدبیر ہے خود بذاتہ مقصود نہیں۔

قتل کلاب کی مثال:

اسی ضعف علت کی وجہ سے حکم میں بھی ضعف آ جاتا ہے کہ مدار حکم علت ہی ہوتی ہے جیسے شریعت نے کتوں کے قتل عام کا حکم دیا جس کی علت کتے کی محبت تھی جو اہل جاہلیت کے

ذہنوں میں رچی ہوئی تھی بالکل اسی طرح جس طرح آج کے نصرانی تمدن میں عیسائیوں کے قلوب پر کتوں کی محبت مستولی ہے اس علت کے استیصال کیلیے شریعت نے ابتداءً کتے کی جنس کے قتل عام کا حکم صادر کیا ہے مگر جوں جوں محبت کم ہوتی رہی توں توں اس حکم کی شدت بھی ختم ہوتی رہی ابتداءً ہر کتا واجب القتل تھا جب محبت کم ہوگئی تو یہ حکم سیاہ کتوں تک محدود گیا جب محبت کا یہ درجہ بھی نکل گیا تو حکم ممانعت بھی اٹھ گیا اور فرمادیا گیا۔ مالنا و للکلاب

ہمیں کتوں سے کیا تعلق کہ ان کے استیصال کی فکر رکھیں وہ بھی ایک امت ہے امتوں میں سے اور جب کتوں سے اعراض اور نفرت قائم ہوگئی تو پھر اس کی بعض انواع کے کام میں لانے تک کی اجازت دے دی گئی جیسے شکاری کتے کی شکار کے لیے حفاظتی کتے کی حفاظت کے لیے البتہ اس استعمال سے احتمال تھا کہ کہیں محبت عود نہ کر آئے تو یہ حقیقت ظاہر کر کے اس کے اختلاط عام سے روک دیا گیا۔ کہ ملائکہ اس بیت میں داخل نہیں ہوتے جہاں کتا ہوتا ہے۔

بہرحال ہمارا مقصد واضح ہوگیا کہ قتل کلاب کے مسئلہ محبت کلاب کی بناء پر تھا جوں جوں محبت گھٹتی گئی توں توں حکم میں ضعف آتا گیا تا آنکہ استیصال علت سے آخر کار یہ حکم عام ختم کر دیا گیا جس سے واضح ہوا کہ قتل کلاب کا حکم ان کی محبت سے بچانے کی ایک تدبیر تھا خود بذاتہ مقصود نہ تھا ورنہ منسوخ نہ کیا جاتا۔

پردہ کا حکم انسداد فحش کے لیے ہے:

ٹھیک اسی طرح عورت کا پردہ بلاشبہ ایک شرعی اور دینی امر ہے لیکن وہ خود بذاتہ مقصود نہیں بلکہ ایک ایسی مہلک اور خطرناک علت سے بچانے کی تدبیر کے طور پر رکھا گیا ہے جو انسانیت انسانی فرد اور انسانی سوسائٹی سب ہی کے لیے سم قاتل ہے اور اس کے متعدی اثرات سے کسی بھی وقت قومیں کی قومیں بتاہی و بربادی کے کنارے لگ سکتی ہیں اس مہلک علت کو قرآن حکیم نے فحش

سے تعبیر کیا ہے جس کا دوسرا نام بے حیائی، بے غیرتی، عریانی اور سیہ کاری ہے اور یہ بلاشبہ اقوام کے لیے ہلاک و بربادی کا پیشہ خیمہ ہے۔

فحش کے آثار بد:

وجہ یہ ہے کہ فحش حیاء وعفت کی ضد ہے حیاء کا تعلق عقل وخرد سے ہے اور فحش کا؛ لاعقلی اور سفاہت سے۔ جانوروں میں برملا ایک نر؛ اپنی اور دوسری کی مادہ پر جست کرتا ہے تو نہ اسے عجیب سمجھا جاتا ہے نہ اس حیوان کے لیے مہلک۔ اس لیے کہ وہ عقل سے خالی ہے انسان ایسی حرکت کرے تو لوگ انگشت بدنداں ہو جاتے ہیں کہ بہائم قسم کے بے حیاء انسان بھی اسے بری ہی نگاہ سے دیکھتے اور برائی سے اس کا چرچا کرتے ہیں فرق وہی عقل و بے عقل کا ہے جس سے واضح ہے کہ فحش بے حیائی آئی تو دوسرے لفظوں میں انسانیت غائب ہوگئی اور یوں کچھ عقل معاش یعنی کھانے کھانے کی عقل غالب ہوگئی اور عقل معاد یعنی نجات اخروی حاصل کرنے کی عقل غالب ہوگئی تو محض اس طبعی یا دینوی عقل سے انسانیت کا بھلا نہیں ہوسکتا اور نہ ہی وہ اپنے کمال پر باقی رہ سکتی ہے اور جب انسان، انسان ہی نہ ہو، جانوروں کے زمرہ میں شامل ہو جائے اس کی انسانیت کی بتاہی اور بربادی میں شک کی کون سی وجہ باقی رہ گئی؟

لیکن پھر بھی بربادی کا یہ منظر نظری ہے عملی طور پر دیکھا جائے تو جو قومیں عقل وخرد کے زوال یا ضعف واضمحلال کے سبب ان وقتی لذات کو زندگی کا حاصل سمجھ کر اور انجام سے قطع نظر کر کے اس مہلک علت فحش کا شکار ہوتی ہیں طبعی طور پر ان میں رشتہ زوجیت اور سلسلہ مناکحت بھی سست پڑ کر رفتہ رفتہ ختم ہوتا ہے کیونکہ اس طبعی خواہش کی جب ایک نفسانی راہ نفس کے لیے متعین ہو جاتی ہے تو دوسری روحانی یا اخلاقی راہوں کی طرف خود ہی متوجہ نہیں رہ سکتا۔

مزدکیوں میں یہ فحش آیا تو اباحیت پھیل گئی اور عورت ایک وقف عام کی حیثیت میں

آ گئی جسے ہر مرد ہر حالت میں استعمال کر سکتا تھا، سفاح (زنا) پھیل گیا اور نکاح رخصت ہو گیا، بولشویکوں میں فحش پیدا ہوتو وہی اباحیت آئی، نکاح کا حقیقی رشتہ کالعدم ہو گیا اور عورت پر ہر مرد بلا روک ٹوک جست کرنے لگا اور جہاں ایک طرف گدھوں اور کتوں میں یہ منظر نگاہوں کے سامنے آتا تھا وہیں دوسری طرف بعینہ وہی نظارہ ان انسان نما جانوروں میں بھی نظر آنے لگا، یورپین اقوام میں فحش کی کیفیات گھسیں تو وہاں بھی رشتہ نکاح ٹوٹ کر سول میرج کی صورت پیدا ہو گئی جو ایک باضابطہ زنا ہے جس میں مذہب کی قید ہے نہ قومیت کی اور سب جانتے ہیں کہ قطع نکاح کا اثر قطع نسب ہے اور انقطاع نسب یا خلط نسب کا اثر آبائی اور خاندانی خصوصیات ہی کا نہیں، انسانی آثار کا بطلان، حقوق وراثت کی پامالی، بہیمی اخلاق کی آبیاری اور آدمیوں کا جانوروں کی طرح بے خصوصیت بے حق اور بے خانماں ہو جانا ہے اور سب کے ساتھ اس جنسی ہوس کا ہمہ وقت تسلط یا انسانی نسل کی تقلیل ہے یا بہائم صفت انسانوں کی وقتی تکثیر، دونوں صورتوں میں نسل انسانی کی تباہی ہے۔ اس صورت میں نہ مکارم اخلاق باقی رہ سکتے ہیں، نہ شرافت طبائع قائم رہ سکتی ہے اور نہ انسانی جوہر ہی چمک سکتے ہیں، نہ نیکی بدی کا امتیاز قائم رہ سکتا ہے نہ معروف ومنکر کی تمیز ٹھہر سکتی ہے نہ حیاء وعفت اور نیک طینی کا مادہ ہی جم سکتا ہے جو روحانی بربادی کی آخری شکل ہے مادی اور روحانی دونوں طرح کی ہلاکتیں مسلط ہو جائیں تو انسانیت اور انسانی قومیتیں اپنی اصل پر کب باقی رہ سکتی ہیں پھر ہو سکتا ہے کہ کسی عام عذاب کا شکار بن کر یہ طبقہ کا طبقہ ہی ختم ہو جائے جیسے قوم لوط ختم ہو گئی یا کسی ہمہ گیر بیماری اور وبا سے جیسے طاعون اور آتشک وغیرہ باقی نہیں رہتی، یہ فحش اس طرح آخر کار قوموں کی تباہی وبربادی پر منتج ہوتا ہے جیسا کہ ہم نے دعویٰ کیا تھا۔

اس لیے یہ کیسے ممکن تھا کہ شریعت اسلام جو بنی نوع انسان کی دنیا وآخرت سنوارنے کے لیے اتاری گئی ہے اس بنیادی تباہی سے صرف نظر کر لیتی؟ ناممکن تھا چنانچہ فحش جس طرح عقل

سلیم کے تقاضوں کے ماتحت انسانی سوسائٹی کے لیے ایک غلیظ قسم کی ناپاکی اور مقام عقل کے لیے ایک بدنما دھبہ تھا اسی طرح شریعت اسلام نے بھی اس رذیلہ فحش کو سامنے رکھتے ہوئے اس کی ممانعت کی شرعی تفصیلات اور اخلاقی، روحانی اور مادی قدروں پر مشتمل ایک مفصل پروگرام پیش کیا جو کمال اعتدال کے ساتھ معقولیت اور متانت کا مرقع ہے۔

فحش کی حرمت:

اس نے سب سے اول فحش کی جنس کو ممنوع اور حرام قرار دیا، فرمایا: **ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینھٰی عن الفحشاء والمنکر** (القرآن الحکیم)

بے شک اللہ تعالیٰ اعتدال اور احسان اور اہل قرابت کو دینے کا حکم فرماتے ہیں اور کھلی برائی اور مطلق برائی اور ظلم کرنے سے منع فرماتے ہیں۔

فحش کی آخری حد چونکہ زنا اور حرام کاری تھی اس لیے زنا کو یہی کہہ کر روکا کہ وہ فحش اور بے حیائی ہے۔ **لاتقربوا الزنا انہ کان فاحشۃ وساء سبیلا** (القرآن)

اور زناء کے پاس بھی مت پھٹکو بے شک وہ بڑی بے حیائی کی بات ہے۔

پردہ کا تربیتی پروگرام

ابتدائی صورت:

اب ظاہر کہ زنا کاری کا راستہ دواعی زنا ہیں اور دواعی زنا کا راستہ فحش ہے اور فحش منکر کا سب سے اہم اور بڑا مرکز عورت ہے جس کے دیکھنے، چھونے اور چھیڑنے اور ملاپ کرنے سے لذت حاصل کی جاتی ہے۔

تبرج جاہلیت:

اور اس طرح عفت و پاک دامنی کے انمول جواہرات سے نشاط نفسانی کی یہ تفریحیں

خریدی جاتی ہیں اس لیے شریعت نے اجنبیات کے اس اختلاط کی جڑیں اکھاڑ پھینکنے کا پروگرام دیا اور جس طرح احادیث میں ان زینت منظر بننے والیوں کی طرف نظر کرنا، ان کی آوازوں پر کان لگانا، ان کی طرف مائل ہونا، اس سے میل جول پیدا کرنا اور اس کے ساتھ خلوت کرنا اور بالفاظ مختصر بے حجابی برتنا، مردوں کے حق میں ممنوع قرار پایا اسی طرح عورت کے حق میں اجنبیوں سے تنہائی اختیار کرنا نرم آوازی سے ان کے دل میں طمع پیدا کرنا، آراستہ ہوکر باہر نکلنا، بے حجاب منظر عام پر آنا اور اپنے نفس کو ہر ایک کی نگاہ وسماع چھیڑ چھاڑ اور قرب ومیلان کے لیے پیش کرنا اور بعنوان مختصر بے پردگی سے رہنا بھی حرام ہو خواہ یہ اختلاط و بے حجابی مجالس نشاط میں ہو یا مناظر عامہ میں عمومی ہو یا خصوصی ملاقاتوں میں کیونکہ عورت کی بے حجابی کا نتیجہ قدرتی طور پر اس کی نقل وحرکت کی بے قیدی ہے اور آزادی نقل وحرکت کا ثمرہ زن ومرد کا باہمی اختلاط اور میل جول ہے اور ظاہر ہے کہ اس کا انجام ہیجان شہوت ہے جس کی ابتداء دواعی زنا سے ہوکر انتہاء خود زنا پر ہو جاتی ہے اور پھر اس سے کتنے ہی اخلاق ذمیمہ اور احوال خسیسہ کا نشو ونما بنی نوع انسان کی دنیا وآخرت تباہ ہو جاتی ہے۔

عام دنیا کے حق میں میں تو اس معمولی بے حجابی کی ممانعت اس لیے ہے کہ وہ اس کے ثمرات بد سے بچ جائے لیکن دنیائے اسلام کے حق میں یہ شرعی ممانعت اس لیے بھی کہ مسلمان حجاب نسواں کے بارے میں ان بدراہ اقوام کے شبہ سے بھی بچے رہیں جنھوں نے جنون شباب کے نشہ میں مخمور ہوکر اس بے حجابی کے ذریعے فحش وبدکاری کا دروازہ کھولا، عفت نظر اور عصمت تخیل کی راہیں قلوب پر تنگ کردی اور پاک دامنی کی بجائے آلودہ دامانی کی لہریں عالم میں دوڑا دیں۔

جاہلیت اولیٰ:

آج سے کئی ہزار سال پیشتر حضرت نوح وادریس علیہما السلام کے درمیانی قرون نیز زمانہ فترۃ یعنی حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عیسی علیہ السلام کے درمیانی دور میں جن

کو قرآن نے جاھلیۃ اولیٰ فرمایا ہے عورت کی یہ بے حجابی و بے قیدی اپنی انتہاء پر پہنچ چکی تھی ان قرون میں عورت ایک نمائش اور مفاد عامہ کی چیز سمجھ لی گئی تھی اس کی حیثیت کسی مخفی خزانہ کی سی نہ تھی جو صرف اپنے ہی حق دار کے کام آسکے بلکہ ایک وقفی دولت کی مانند تھی جس سے ہر کس وناکس ہر حالت میں فائدہ اٹھا سکتا تھا زیور و پارچہ اور عطریات سے آراستہ ہو کر گھر کی چہار دیواری سے باہر نکلتی مستانہ چال ڈھال اور ناز و انداز سے مردوں کو اپنی طرف مائل کرتی پھر اس بیرونی زینت ونمائش کے ساتھ ساتھ اعضائے بدن کی عریاں حیثیت اور تمام محاسن جمال نگاہ بازوں کے سامنے پیش کرتی تھی اور اس طرح ایک عورت اپنے شوہر اور عاشق کے درمیان بیک وقت استعمال کی جاسکتی تھی۔

غرض عفت وستر اور عصمت و پاک دامنی کی حقیقت سے ہی نہیں بلکہ صورت سے بھی ناآشنا ہو کر ہر اس تلذذ سے جو عورت کے ذریعہ مرد حاصل کرسکتا تھا مرد کو مستفید کرنے میں اس بے حجاب عورت کو دریغ نہ تھا، رحم ماضیہ کی ان میں ناجائز نمائشوں، حسن فروشیوں اور فحش کاریوں کو قرآن نے تبرج جاھلیۃ کے عنوان سے ظاہر فرمایا۔

جاہلیت حال:

آج کی شہوت راں قوم بالخصوص یورپ کی عیاش مگر متمدن اقوام کا شیوہ بے حجابی اس حد پر پہنچ چکا ہے کہ جاہلیت اولیٰ بھی اس سے شرما کر زیر زمین چھپ گئی یورپین لیڈیوں کا تبرج نیم عریاں لباس دلربایانہ گل گشت اور بے حجاب خروج اور اس کے ساتھ مردوں کا حیاء سوز رویہ جس کو قانونی زندگی کی شکل دے کر تہذیب وتمدن کے نام سے پکار دیا گیا ہے، جاہلیت اولیٰ کا نقش ثانی بلکہ اپنی نوعیت میں اس سے کہیں بڑھ کر ہے۔ یہ وہی فتنہ ہے لیکن یاں ذرا سانچے میں ڈھلتا ہے۔

آج کی عورت بلاشبہ قانوناً آزادانہ حقوق رکھتی ہے لیکن اس آزادی کے معنی اس کے

سوا کیا ہیں کہ وہ بلا روک ٹوک نیم عریاں لباس میں سڑکوں اور تفریح گاہوں میں نکلتی ہے بے حجاب اور بلا نقاب اپنے برہنہ سینہ اور گلو کی نمائش کرتی ہے، پوری بناوٹ کے ساتھ اپنی دلربایانہ چال ڈھال سے راہگیروں کو اپنی طرف مائل کرتی ہے اور اس حسن نمائی کے ذریعہ کنواری اپنے لیے متعدد دوست اور بیاہی شوہر کے بہت سے حریف پیدا کر لیتی ہے۔ شوہروں کی اذن و مرضی کی پرواہ کیے بغیر آشناؤں سے علی الاعلان اختلاط بے تکلف بات چیت ہنسی اور دل لگی اس کا شیوہ ہے غیروں سے خلوت گزینی میں شوہر کو مخل ہونے کا قانوناً کوئی حق نہیں کہ عورت اپنے حقوق میں آزاد ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ تمدن جدید کے فرائض میں سیہ کاریوں کا روکنا نہیں بلکہ ان کی راہ میں سہولتیں بہم پہنچانا ہے۔

موجودہ جاہلیت اور فحش کے چند نمونے:

اس کا نتیجہ یہ کہ بدکاری کے ساتھ قومی حمایت شامل حال ہے سالویشن آرمی یورپ کی وہ خادم قوم اور محافظ بے کساں جماعت جس کا قیام خبر گیری خلق اللہ کے نام سے کیا گیا ہے اس کا ایک کام یہ بھی ہے کہ یورپ میں جن ماؤں کو ناجائز بچوں کے جننے میں دشواریاں پیش آتی ہیں ان کے لیے زچہ خانہ اور زچگی کا انتظام کرے اس مشن کی ایک رپورٹ کے حوالہ سے نیویارک کا رسالہ ''میڈیکل کرانیک اینڈ گائیڈ دسی'' ۱۹۲۸ء لکھتا ہے جس کا اقتباس فارورڈ کلکتہ میں شائع ہوا ہے۔

''آج سے بیس سال قبل ان زچہ خانوں کی آبادی پختہ عمر عورتوں سے قائم تھی جو ہر طرح سوچ سمجھ کر بدکاری کرتی تھیں لیکن اب صورت حال بدل گئی ہے اب ان زچہ خانوں میں بڑی تعداد نوعمر طالبات علم اور ان کم سن لڑکیوں کی آنے لگی ہے جن کے دن ماں بننے کے بجائے اسکول میں حاضری دینے کے ہوتے ہیں، آخری اعداد کے بموجب انکی تعداد ۴۲ فی صد ہے، ان لڑکیوں کی اوسط عمر ۱۶ سال ہے۔''

(اخبار سچ ۱۳ جولائی ۱۹۲۵ء بحوالہ تعلیمات اسلام اور مسیحی اقوام)

یہ تعداد اس حالت میں ہے کہ ملک میں منع حمل کے بے شمار طریقے ایجاد ہو چکے ہیں اور جہاں بغیر قصد کے ماں بننا تقریباً غیر ممکن رہ گیا ہے گویا آوارگی کے سو سو واقعات میں سے کہیں ایک آدھ ہی میں ان زچہ خانوں میں جانے کی نوبت آئی ہوگی باوجودیکہ لندن میں عصمت فروشی کا حق کسی عورت کو نہیں دیا گیا مگر ایک ذمہ دار میم صاحبہ تحریر کرتی ہیں کہ:

''۱۹۱۵ء سے ۱۹۱۷ء تک تین سال کے اندر لندن میں عصمت فروشی میں بیس ہزار عورتیں گرفتار ہوئیں یہ وہ احمق عورتیں تھیں جنہوں نے پولیس کو گرفتاری کا موقعہ دیا ورنہ لاکھوں ایسی نیک بخت بھری پڑی ہیں جن کی عمریں اس شغل میں بسر ہوئیں اور پولیس کو کانوں کان خبر نہ ہوئی۔''

(انقلاب یکم جولائی ۱۹۲۸ء بحوالہ تعلیمات اسلام)

جان بل لکھتا ہے:

''شہر نیویارک میں اس وقت ۴۰ ہزار بازاری عورتیں موجود ہیں اس تعداد میں وہ لڑکیاں داخل نہیں ہیں جنہوں نے اپنے گھروں ہوٹلوں اور دوسرے پبلک مقامات میں رفاہ عامہ کا کام جاری کر رکھا ہے حساب لگا کر دیکھا گیا ہے کہ تقریباً ہر دس جوان عورتوں میں نیویارک میں ایک بازاری رنڈی ہے اندازہ کیا گیا ہے کہ شہر نیویارک میں یہ بازاری عورتیں پچپن لاکھ چالیس ہزار سات سو مردوں کے ہاتھ اپنی متاع عصمت کو فروخت کرتی ہیں گویا دن بھر میں پندرہ ہزار ایک سو اسی مرد بازاری عورتوں کو استعمال کرتے ہیں جس سے تمام امراض خبیثہ کے شکار ہیں۔''

(انقلاب یکم جولائی ۱۹۲۹ء بحوالہ تعلیمات اسلام)

رسالہ محشر خیال جون ۱۹۳۵ء کی اشاعت میں لندن کی باضابطہ لائسنس لے کر اعلانیہ بدکاری کرنے والی عورتوں کی تعداد ۳۰ ہزار شائع ہوئی ہے ظاہر ہے کہ اگر چوبیس گھنٹے میں ایک عورت سے بدکاری کرنے والے مردوں کی تعداد بھی رکھ لی جائے جو ایسے احوال میں کم سے کم ہے تو ثابت ہوگا کہ لندن میں باضابطہ طور پر علانیہ روزانہ ایک لاکھ پچاس ہزار مرد زناء کاری کے مرتکب ہوتے ہیں اور ایک سال میں ۴۵ لاکھ۔

شہر گلاسکو کے کالج میں پڑھنے والے طلباء کی اعانت کے لیے وہاں کی دوشیزہ لڑکیوں نے اعلان کیا کہ ہم شاہراؤں اور سڑکوں پر چھ شلنگ میں اپنے بوسہ کو فروخت کریں گی، چنانچہ ایسا ہی ہوا اور سینکڑوں پونڈ ان نازنینوں کے بوسوں سے حاصل ہوئے۔

لندن میں باقاعدہ دوشیزہ لڑکیوں کی انجمنیں ہیں جو عہد کرتی ہیں کہ ہم شادی نہیں کریں گی ہاں عشق بازی اور معشوقانہ تعلقات ان کے اصول کے خلاف نہیں امریکہ کی ایک یونیورسٹی میں طالبات سے دریافت کیا گیا کہ ایک نووارد لڑکی کو یونیورسٹی میں داخل ہونے سے پہلے کن کن امور سے واقفیت ہونی چاہیے؟ اس کا جواب دوسو سے اوپر لڑکیوں نے تحریر کیا جس کا خلاصہ اخبار مدینہ نے اس طرح شائع کیا ہے:

''لڑکی کو تذکیر و تانیث اور اس کے لوازم و خصوصیات سے پوری طرح واقفیت ہونی چاہیے اسے معلوم رہے کہ کسی طرح ناچنا چاہیے کس طرح سگریٹ پینا چاہیے کس طرح شراب کے ساغر غٹ غٹ چڑھانا چاہیے اور کسی طرح اسے گلے لگنا چاہیے نیز اسے تمام طالبان حسن پر بے وجہ اور ہمہ گیر طور پر مہربان بھی نہ ہونا چاہیے (یعنی آشنائی کا مضائقہ نہیں مگر طبیعت کے میلان کے معیار سے خاص خاص افراد سے) بدمست اور شرابیوں سے معاملہ کرنے کا فن اسے آنا چاہیے۔ ایک لڑکی نے ان الفاظ کا اس میں اور اضافہ کیا کہ لپٹنے

اور گلے لگنے کا تجربہ پہلے سے ہونا چاہیے تاکہ یونیورسٹی پہنچ کر اس عمل میں ناتجربہ کاری کی بناء پر کوئی رکاوٹ یا شرمندگی نہ ہو اور سہولت سے یہ عمل جاری رہ سکے خواہ طالب علموں سے یا پروفیسروں سے یا ملازمین یونیورسٹی سے نیز جسے وہ ناپسند کرتی ہو، اسے گلے لگنے سے باز رکھنے کا فن اور طریقہ بھی معلوم رہنا چاہیے۔''

(سیاست لاہور، ۲۸ مئی ۱۹۳۳ بحوالہ تعلیمات اسلام)

ایک امریکن دانشمند لکھتا ہے:

''ہمارا سینما اور ہماری موٹر کاریں کیا ہیں؟ جرائم اور بدکاری کے مبلغ جن سے چوریوں میں ہمیں آسانی ہوتی ہے عورتوں کو بھگا لے جانے میں مدد ملتی ہے فحش کاریوں میں ان مخلوط مجامع سے کافی سہولتیں بہم پہنچ جاتی ہیں نتیجہ یہ ہے کہ آج نہ مردوں میں غیرت باقی ہے اور نہ عورتوں میں عفت۔ منزلی زندگی تباہ ہے نہ آج کی آزاد عورتوں کو مرد کی پرواہ ہے نہ مرد کو عورت کی دوست احباب کے لیے۔ آج سب سے بڑا تحفہ بیوی ہے اور عورت کے سب سے زیادہ مسرور کن نظارہ مرد کی نگاہ شہوت۔'' (تعلیمات اسلام ص ۱۷۷)

مسٹر جارج ایلن اینڈ الون اپنی کتاب ''تمدن'' میں لکھتا ہے:

''عزت کے الفاظ عصمت کے متعلق استعمال کیے جاتے ہیں لیکن عملی زندگیاں حرام کاری اور آتشک کے لیے وقف ہیں۔'' (تعلیمات اسلام ۱۷۵)

انہیں شہوانی جذبات اختلاط کے ماتحت یورپ میں بین الاقوامی نمائشیں ہوتی ہیں تو کس متاع کی؛ استعمالی سامانوں کی نہیں، انتخاب حسن کی کہ کون لڑکی زیادہ حسین ثابت ہوئی اور کس ملک اور شہر کے نام انتخاب حسن کا قرعہ نکلا پھر فخریہ لہجوں میں اس ملک اور خطہ کی تعریف کی جاتی ہے اور نہ صرف اعضاء حسن ہی کا انتخاب نمائشوں کے ذریعہ کیا جاتا ہے بلکہ اعضاء شہوت میں بھی یہ انتخاب بات بے محابا عمل میں آتے ہیں ابھی پچھلوں دنوں رانوں کی نمائش ہوئی کہ کس

نوجوان لڑکی کی ران زیادہ گوری گداز اور خوش نما ہے اور پھر ایسے امتحانوں پر انعامات جاری کیے جاتے ہیں جس سے آج کی قوموں کے قومی جذبات کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

ان مشتے نمونہ از خروارے اعداد و شمار سے جو پورے یورپ کے نہیں چند مخصوص گھروں کے ہیں اور وہ بھی چند مخصوص ایام کے ہیں اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ عورت و مرد کی بے حجابی اور اختلاط نے انسانوں کو بہمیت کے کسی حیاء سوز درجہ تک پہنچا دیا ہے اور مذہب کو چھوڑنے والے اپنے اختراعی قوانین یا تہذیب جدید کی رو میں بہہ کر کس طرح اخلاق اور انسانیت سے دور ہوتے چلے جا رہے ہیں اور کس طرح خرمن امن و سکون میں آگ لگا کر جہنم کے دروازے بنی نوع انسان پر کھولے جا رہے ہیں۔

یہی وہ یورپ کی تہذیب و ترقی اور اس کا روشن تمدن ہے جس کی طرف مدعی سست گواہ چست کے مطابق یورپ کے نئے شاگرد ہمارے روشن خیال نوجوان ہم کو بلا رہے ہیں مسئلہ حجاب شرعی کے خلاف اخبارات و رسائل کے کالم سیاہ کیے جا رہے ہیں تاکہ ایشاء اس بے حجابی پر آ جائے جس پر یورپ پہنچ کا ہے افسوس کہ آنکھیں اندھی ہو گئیں کان بہرے ہو گئے زبانیں گنگ ہیں دلوں پر پردے پڑ گئے اور دماغ ماؤف ہو گئے مذہب اور بالخصوص اسلام کی عالم تاب روشنی دکھائی نہیں دیتی بے حجابی کے انہیں مہلک نتائج کو دیکھ کر اسلام کی حکیم شریعت نے اپنے حلقہ بگوشوں کو حیاء و ایمان کا سرمایہ دار بنایا تھا۔

اور اس جاہلیت اولیٰ اور اس جاہلیت اخریٰ کے ان متعفن اور گندے اعمال کی پیروی کرنا تو کیا ان کی ظاہری مشابہت اور صوری تشبیہ سے بھی باز رکھا تھا اس نے اس تبرج جاہلیت کے مقابلہ میں حجاب فطری کا ایک ایسا حیا آموز اور خوش انجام پروگرام پیش کیا ہے جس کی پیروی ایک طرف شریفانہ اخلاق اور خواتین اسلام کی آبرو کی کفیل ہے اور دوسری طرف عام مادی فلاح و بہبود اور تحفظ انسانیت و قومیت کی ضمانت دار ہے جس کے دائرے میں نہ زنا قدم رکھتا ہے نہ دواعی زنا کی پیش چل سکتی ہے۔

مشورے ہی مشورے

ڈاکٹر منصور احمد باجوہ

☆ عقل مند لوگ مشورے سنتے ہیں مگر عمل نہیں کرتے، بے وقوف ان پر عمل بھی کرتے ہیں

☆ مشورے دینے کے لیے عقل کی ضرورت نہیں ہوتی، یہ فیصلہ کرنے کے لیے عقل کی ضرورت ہوتی ہے کہ اس پر عمل کرنا ہے یا نہیں۔ ☆ اگر کوئی نہ ملے تو دیوار سے مشورہ کرلیں مگر یہ احتیاط ضرور کریں کہ دیوار اپنی ہی ہو۔ ☆ اچھے مشیر عام طور پر برے ساتھی سمجھے جاتے ہیں۔ ☆ وقت نکل جانے کے بعد مشورہ، مشورہ نہیں بلکہ طعنہ ہوتا ہے۔ ☆ جب دوست زخموں پر نمک چھڑکنا چاہیں تو کہتے ہیں تمہیں میں نے کہا نہیں تھا۔ ☆ مشیر مفت بھی بے شمار مل جاتے ہیں مگر صاحب اختیار صرف اس پر اعتماد کرتے ہیں جس سے مشورہ پیسے دے کر لیا ہو۔ ☆ زیادہ مشورے بھی کام چوری کا ایک عمدہ طریقہ ہے۔ ☆ بعض لوگ اس وقت تک مشورے لیتے رہتے ہیں جب تک انہیں اپنے مطلب کا مشورہ نہ ملے۔ ☆ یہ ضروری نہیں کہ زیادہ قیمتی مشورہ وہی ہو جس کے لیے زیادہ قیمت دی گئی ہو۔ ☆ مشورہ لینے کے لیے ظرف کی ضرورت ہوتی ہے۔ ☆ انسان اپنے مشیروں سے پہچانا جاتا ہے۔ ☆ مُردوں کے علاوہ ہر شخص کو مشورے کی ضرورت ہوتی ہے۔

☆ بعض لوگ صرف اس لیے مشورہ نہیں کرتے کہ انہیں علم ہوتا ہے کہ مشیر کیا کہیں گے۔

☆ مشیر اور خوشامدی میں فرق کا پتہ صرف اقتدار سے محروم ہونے کے بعد چلتا ہے۔

☆ ماتحتوں کو دیا جانے والا مشورہ، مشورہ نہیں حکم ہوتا ہے۔

☆ مشورہ وہ واحد چیز ہے جو ہر شخص لینے کی بجائے دینا پسند کرتا ہے۔

☆ اکثر لوگوں کو آپ کے مشورے کی نہیں، مدد کی ضرورت ہوتی ہے۔

☆ ہمیں ہر وہ شخص عقل مند نظر آتا ہے جو مشورے کے لیے ہمارے پاس آئے۔

☆ انسان کا بہترین مشیر خود اس کا اپنا ضمیر ہے بشرطیکہ اس پر اپنی مرضی نہ ٹھونسے۔

کتاب

ڈاکٹر ظہیر احمد صدیقی

ایک روز مجلس میں کسی نے کہا کہ ’’شاہ جی! آپ نے کوئی کتاب کیوں نہ لکھی؟ اگر آپ اپنے خیالات کو کتابی شکل میں پیش کرتے تو وہ کتاب خاصے کی چیز بلکہ مرقع معانی اور حیرت کدہ حقائق ہوتی۔‘‘ شاہ جی نے کہا: ’’میاں! آج کل کتابیں کون پڑھتا ہے؟ لوگ بمشکل نصاب کی کتابیں ہی پڑھتے ہیں وہ بھی بذریعہ خلاصہ جات۔ اس دور میں لوگ دماغ سے کم اور دیدوں سے زیادہ کام لیتے ہیں۔ یہ ٹی وی کا زمانہ ہے لوگ رنگین ٹی وی کی آنکھ میں خوبصورت تصویریں اور دلکش مناظر دیکھنے کے عادی ہو چکے ہیں، اب صرف رنگوں کی دنیا ہے وہ فنون جو رنگوں سے وابستہ ہیں وہی لوگوں میں مقبول ہیں اور وہی قابل قدر سمجھے جاتے ہیں، نظم ونثر کے فن پاروں کے بجائے نقاشی کے فن پاروں کی قدر ہے کتاب کے بجائے کتابت کی مانگ ہے کہ کتابت یا خطاطی آنکھوں کو بھلی لگتی ہے اور اس سے لطف اندوز ہونے میں دماغ کو کام کرنے کی چنداں ضرورت نہیں ہوتی۔

یا پھر ناچنے گانے کا فن عوام الناس میں مقبول ہے اور ناچ گانا بھی وہ جو جنگ کے میدان کا نقشہ پیش کرے۔ گانا ایسا پرشور کہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ جنگ کا بگل بج رہا ہے اور ناچ ایسا پرزور کہ ناچنے والا گویا کوئی شمشیر زن ہے جو اچھل کود کر اپنی شمشیر زنی کے جوہر دکھا رہا ہے۔ میاں! یہ پیشے اختیار کرو تا کہ شہرت اور دولت دونوں حاصل ہوں، کتاب لکھو گے، محنت کرو گے اور دل جلاؤ گے تو فائدہ کیا ہوگا، کتاب کوئی نہیں پڑھے گا، وہ ردی میں بکے گی، عام لوگ اخبار اس لیے نہیں پڑھتے کہ پڑھنے کے قابل نہیں ہوتی اور ادبی کتابیں اس لیے نہیں پڑھتے کہ وہ خود اس قابل نہیں ہوتے کہ ان کا مطالعہ کریں۔ ویسے بھی میاں غور تو کرو کہ قلم کی دو زبانیں ہیں کاغذ کے دو چہرے ہیں اور دوات سیاہ دل ہے ان تینوں کے امتزاج سے جو چیز یعنی تحریر برآمد ہوگی وہ خلق خدا کے لیے کیا خاک بھلائی رکھے گی سو کاغذ کو سیاہ کرنے سے بہتر ہے کہ ہم دل کی سیاہی کو

دھونے کی فکر کریں۔''

ایک روز مجلس میں ایک صاحب نے اعتراض کیا کہ ''شاہ جی! آپ بولتے بہت ہیں اور صرف بولتے ہی ہیں کبھی کچھ لکھا بھی کریں تاکہ دوسرے لوگ آپ کے خیالات عالیہ سے مستفید بھی ہوں، ان پر تنقید کی جاسکے اور تبصرہ بھی کیا جاسکے۔''

کہنے لگے: ''میاں! کچھ لوگ وہ ہوتے ہیں جو صرف سوچتے ہیں، یہ لوگ دیوانگی کے ابتدائی درجہ میں ہوتے ہیں، کچھ صرف بولتے ہیں یہ عام طور پر خطیب ہوتے ہیں یا خواتین ہوتی ہیں یا دیوانے یا سیاستدان قسم کے لوگ ہوتے ہیں، کچھ لوگ بغیر سوچے صرف لکھتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو بقول کسے اپنے قلب کی سیاہی کے سمندر میں دنیا والوں کو نہلاتے بلکہ ڈبوتے ہیں، کچھ لوگ سوچتے ہیں اور پھر بولتے ہیں لیکن لکھ نہیں سکتے، یہ دیہاتی سیانے ہوتے ہیں اور سب سے کم لوگ ایسے ہوتے ہیں جو پڑھتے ہیں سوچتے ہیں، پھر کسی موضوع پر بولتے ہیں یا لکھتے ہیں ان کی تقریر یا تحریر جاندار ہوتی ہے۔'' میر صاحب نے کہا: ''آپ تو پھر دیہاتی دانشور ہوئے بلکہ یوں کہا جائے کہ آپ پینڈو سیانے ہیں۔'' شاہ جی نے کہا: ''تم جو چاہے سمجھ لو اور کہہ لو لیکن حقیقت یہ ہے کہ اچھے لکھنے والے جو سعدی، حافظ شیکسپیئر، ملٹن، غالب اور اقبال کے پائے کے ہوتے ہیں وہ تو صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں، میں لکھ سکتا ہوں لیکن مجھے یہ زعم نہیں کہ سعدی یا غالب بن سکوں، ہاں! عام لکھنے والوں سے بہت بہتر لکھ سکتا ہوں۔

لیکن یہ دور ہے گروہی سیاست اور تعلقات عامہ کا، آپ کسی گروہ یا گروپ سے وابستہ ہوں تو آپ کی معمولی تحریر بھی آپ کو بام شہرت پر پہنچا سکتی ہے لیکن جو میری طرح بے گھر ہو بے پر ہو، بے زر ہو، وہ لاکھ تحریر میں معانی کے موتی پروئے، افکار کے ستارے ٹانکے، الفاظ کے پھول سجائے، ادب میں کوئی مقام و مرتبہ تو کیا پائے گا تنقید بلکہ تنقیص کے پتھر کھائے گا۔ میاں! ہمارا ایک دوست تھا جو مطالعہ کا بے انتہاء شوقین تھا سوچ کا اچھوتا انداز اور لکھنے کا ستھرا ذوق بھی رکھتا تھا اور وہ لکھتا کیا تھا بلکہ اوراق کے افق پر چاند تارے بکھیرتا تھا اسے شوق چرایا کہ شہر کی ادبی محفل میں اپنا مضمون سنائے اور دانشوروں سے داد وصول کرے، اس نے اس غلطی بلکہ حماقت کا خوب خمیازہ بھگتا، شہر کے سکہ بند دانشوروں نے اس کا خوبصورت مقالہ سن کر اس کے ساتھ جو سلوک کیا اس کا ایک خاکہ سا اس عزیز نے ''لیکن'' کے عنوان سے لکھا تھا۔

توحید کیا ہے؟؟

قاضی محمد اسرائیل گڑنگی

لاالــہ الاالــلــہ اس کی روح ہے یہ کلمہ پڑھتے تو سب لوگ ہیں مگر یہ ہے کہ اس کے مطابق دل میں وحدانیت اللہ تعالیٰ کی آئی ہے یا نہیں؟ اس کو سوچیں اگر لاالہ الااللہ پڑھنے کے باوجود دل میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت نہیں آئی تو زبان سے پڑھنا بے کار ہے بلکہ نفاق ہے۔ وہ شخص منافق ہے جس کے دل میں توحید نہ ہو اوپر اوپر سے کلمہ توحید پڑھتا رہے۔ امید ہے تو صرف اپنے اللہ سے خوف ہے تو صرف اپنے اللہ سے جس کا دل ایسا بن جائے وہ ہوتا ہے موحد ایسا نہیں بنا تو خواہ مخواہ خود کو موحد نہ کہلائیں اللہ کرے کہ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو جن کو بھی مسلمانوں کے گھروں میں پیدا کیا اپنی رحمت سے سب کو موحد بنالیں اللہ تعالیٰ کے قوانین پر عمل کرنے میں اللہ کے قوانین پر استقامت حاصل ہو جائے پھر ایسے شخص کے سامنے کوئی کچھ بھی کرلے بعض ننگ ڈھڑنگ ہو کشف و کرامات دکھائے موحد یہ سمجھتا ہے کہ یہ شیطانی تصرفات ہے میں رحمان کا بندہ ہوں رحمان کے بندے کے سامنے شیطانی تصرفات کی کوئی حقیقت نہیں وہ یہ سمجھتا ہے یہ مکڑی کے جالے ہیں اور اگر شیطان نے یا شیطان کے کسی بندے نے مجھے نقصان پہنچا بھی دیا تو اللہ کی طرف سے ایسے ہے اللہ میرا امتحان لینا چاہتا ہے کہ دیکھیں کہ توحید کا دعویٰ تو کر رہا ہے تیرا دعویٰ نفاق ہے یا واقعتاً تیرے دل میں بھی توحید ہے اگر واقعتاً تو میرا بندہ ہے تیرے دل میں توحید ہے تو شیطان یا شیطان کا کوئی بندہ ٹکڑے ٹکڑے بھی کردے ذرہ ذرہ کردے تو بھی تیری توحید میں بال برابر فرق نہ آنے پائے۔ دجال کے قصے تو سب حضرات پڑھتے ہی رہتے ہیں اور سنتے رہتے ہیں دجال جب آئے گا قیامت کے قریب وہ کیسی کیسی چیزیں دکھائے گا زمین تو حکم دے گا تمام تر خزانے زمین سے نکل کر اس کے ساتھ ہوں جائیں گے آسمان کو حکم دے گا آسمان بارش برسائے گا جو لوگ اسے رب مانیں گے ان کے لیے ہر قسم کی سہولت، رزق کی فراوانی، بہت بہت نعمتیں۔ جو اسے رب نہیں مانیں گے ان پر بہت تکلیفیں اور مصیبتیں برسائے گا۔ اپنے دل کو ابھی ٹٹولیے۔

ایک عجیب واقعہ

حافظ حفیظ الرحمٰن، چکوال

حضرت عبداللہ بن عمرو رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''حضرت آدم علیہ السلام قیامت کے دن عرش کے پاس ایک جانب کھڑے ہوں گے دو سبز کپڑوں میں ملبوس ہوں گے اور ایسے جامد و ساکت ہوں گے کہ گویا کھجور کا تنا ہیں اپنی اولاد کے جنتیوں کو دیکھ رہے ہوں گے انہیں کیسے جنت کی طرف لے جایا جا رہا ہے اچانک آپ امت محمدیہ کے آدمی کو دیکھیں گے اسے جہنم میں لے جایا جا رہا ہے تو پکاریں گے یا احمد یا احمد! حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے لبیک اے ابوالبشر! حضرت آدم علیہ السلام فرمائیں گے آپ کی امت کے اس آدمی کو جہنم کی طرف لے جایا جا رہا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں اپنا تہبند مضبوط کر کے فرشتوں کے پیچھے تیزی سے جاؤں گا اور کہوں گا اے میرے پروردگار کے قاصد ٹھہرو! وہ کہیں گے ہم بڑے سخت و مضبوط ہیں ہم تو وہی کرتے ہیں جو ہمیں اللہ کی طرف سے حکم دیا جاتا ہے۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے مایوس لوٹ کر اپنے بائیں ہاتھ سے اپنی داڑھی مبارک پکڑ کر عرش کے سامنے جائیں گے اور عرض کریں گے: ''اے میرے پروردگار! کیا آپ نے میرے ساتھ وعدہ نہیں فرمایا تھا کہ آپ مجھے اپنی امت کے بارے میں رسوا نہیں کریں گے۔'' پھر عرش سے نداء آئے گی کہ اے فرشتو! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو!!! اسے دوبارہ پیش کرو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں اپنی جیب سے ایک سفید کاغذ انگلیوں کی مقدار جتنا نکالوں گا اور بسم اللہ پڑھ کر میزان کے دائیں پلڑے میں ڈالوں گا تو اس کی نیکیاں برائیوں بڑھ جائیں گی تب آواز آئے گی کہ یہ خوش بخت ہیں اور ان کی کوشش کامیاب ہوئی اس آدمی کی نیکیاں زیادہ ہوگئی ہیں اسے جنت میں لے جاؤ!! وہ آدمی کہے گا اے میرے رب کے قاصد ٹھہرو! میں اللہ کے اس محبوب بندے کا تعارف تو حاصل کرلوں؟ وہ عرض کرے گا: ''میرے ماں باپ آپ پر قربان! آپ کا چہرہ کتنا خوبصورت ہے آپ کے اخلاق کتنے عمدہ ہیں آپ کون ہیں؟ آپ نے میری کوتاہیوں کو گھٹا دیا اور میرے حال پر رحم فرمایا۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے میں تیرا نبی محمد ہوں اور یہ تیرے درود تھے جو تو مجھ پر بھیجا کرتا تھا میں نے تیری اہم ترین ضرورت کے وقت ان کا بدلہ پورا کر دیا۔ (بحوالہ: توبہ کا دروازہ کھلا ہے)

روشنی

میاں محمد ابوذر

والدِ محترم کی زندگی کے اس خاص پہلو پر روشنی ڈالنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ لوگوں پر یہ امر منکشف ہو جائے کہ تائید غیبی اللہ کے نیک بندوں کی پُشت پر ہوتی ہے۔ نیک لوگوں سے غیر طبعی حالات کا بدونِ اسباب ظہور پذیر ہونا سحر یا کہانت نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کی برگزیدگی اور ارفع مقام ظاہر کر کے کرامت عطا فرماتے ہیں جو کہ خدائی فضل ہوتا ہے اور اس میں نہ تو بندہ کا عمل دخل ہوتا ہے اور نہ ہی وہ فن شعبدہ بازی کا نتیجہ ہوتا ہے۔ عام انسان آنکھ کے ذریعے حالات کا مشاہدہ کرتا ہے جبکہ بندہ مومن قلب کے نور سے دیکھتا ہے اور حالات کو پرکھتا ہے۔ اللہ پاک اپنے نیک بندوں کو بصیرت قلبی عطا فرماتے ہیں۔ جیسا کہ سورۃ بقرہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے ''کہ وہ جس کو چاہتا ہے دانائی بخشتا ہے اور جس کو دانائی مل گئی اُس کو بڑی نعمت مل گئی۔'' (آیت نمبر 269)

حدیث شریف کا مفہوم ہے: ''مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔''

عمر نہ پوچھ اِن خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ
ان کو ید بیضا لیے پھرتے ہیں اپنی آستینوں میں

قرآن پاک کی سورۃ بقرہ ''آیۃ الکرسی'' میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ''وَلَا یُحِیطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖ اِلَّا بِمَاشَآءَ'' (آیت نمبر 255)

ترجمہ: ''اور اللہ تعالیٰ کی معلومات میں سے دسترس حاصل نہیں کر سکتے مگر جس قدر وہ اللہ چاہتا ہے۔''

موخر الذکر فوت ہونے سے پہلے محترم والد کا یہ فرمانا کہ بیٹا! دیکھنا اگر میرے مرنے کے بعد لوگ میری اچھائی بیان کریں تو اللہ کا شکر کرنا اور اگر معاملہ اس کے برعکس ہو تو میرے لیے مغفرت کی دُعا کرنا۔

والد محترم کی تمام زندگی پر محیط یہ ایک الہامی ارشاد ہی نہیں بلکہ اُن کے فوت ہونے کے بعد اُن کے جنازے کے مناظر، لوگوں کے ہجوم بیکراں، محبت اور کیفیات کے جذبات بھی ان کی نیک زندگی کی ترجمانی کرتے ہیں۔ انہی نیک بندوں کے حالات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جو اپنی خواہشات کو اللہ کی مرضی اور عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ سارے عالم کو اِس کے لیے مسخر کر دیتے ہیں۔

اپنے حضرات کے حکم پر یہ بیڑہ اُٹھا رہا ہوں کہ والد محترم اور اکابرین دیوبند کی زندگی کے خفیہ گوشوں سے آپ لوگوں کو آگاہ رکھ سکوں تا کہ آنے والی نسلیں اپنے اکابرین کے ملفوظات سے بہرہ مند ہوں اور مستقبل میں ہماری زندگی اکابرین کے افکار سے منور ہو۔ ان شاء اللہ آپ آئندہ ماہ کے شمارے میں (روشنی) کے نام سے سلسلہ وار مضمون پڑھیں گے جو دلچسپ اور فکر انگیز ہوگا۔ آپ حضرات سے درخواست ہے کہ دُعا فرمائیں اللہ کریم اس نیک کام میں میری مدد و نصرت فرمائے اور اکابرین کے ملفوظات کو ہمارے لیے وجہ بخشش اور کارِ ہدایت بنائے۔ (آمین)

اوراد و وظائف

مال میں برکت کے لیے!

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ جو شخص یہ چاہے کہ میرا مال بڑھ جائے وہ یوں کہا کرے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ وَعَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ (طبرانی)

☆-☆-☆

وضو کرتے وقت یہ دُعا پڑھتے رہیں!

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَوَسِّعْ لِیْ فِیْ دَارِیْ وَبَارِکْ لِیْ فِیْ رِزْقِیْ .

ترجمہ: اے اللہ! تو میرے گناہ بخش دے اور میرے گھر بار میں وسعت دے اور میرے رزق میں برکت دے۔

کسی غم اور پریشانی کے وقت یہ پڑھے!

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَتَبَارَکَ اللّٰہُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو بڑا بُردبار اور بہت کرم کرنے والا ہے، پاک ہے اللہ، بہت برکت والا اللہ جو عرش عظیم کا رب ہے اور تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیے ہی ہیں۔

☆-☆-☆

کسی چیز کے گم ہونے یا کسی کے بھاگ جانے پر یہ پڑھیں!

اَللّٰھُمَّ رَآدَّ الضَّآلَّۃِ وَھَادِیَ الضَّلَالَۃِ اَنْتَ تَھْدِیْ مِنَ الضَّالَّۃِ اُرْدُدْ عَلَیَّ ضَالَّتِیْ بِقُدْرَتِکَ وَسُلْطَانِکَ فَاِنَّھَا مِنْ عَطَآئِکَ وَفَضْلِکَ .

ترجمہ: اے اللہ اور گم ہوئی چیز کو واپس لانے والے اور بھٹکے ہوئے کو راہ دکھانے والے تو ہی بھٹکے ہوئے کو راستہ دکھاتا ہے تو اپنی قدرت اور طاقت سے میری کھوئی چیز کو لا دے۔ اس لیے کہ وہ چیز تیری ہی دی ہوئی ہے اور تیرے ہی فضل وانعام میں سے ہے۔

☆-☆-☆

نظر بد لگ جانے کی دُعا!

بِسْمِ اللّٰہِ اللّٰھُمَّ اذْھَبْ حَرَّھَا وَبَرْدَھَا وَوَصْبَھَا.

ترجمہ: اللہ کے نام پر، اے اللہ تو اس نظر بد کے گرم وسرد کو اور دُکھ درد کو دُور کر دے۔

☆-☆-☆

دُولہا کو یوں مبارک دی جائے!

بَارَکَ اللّٰہُ لَکَ وَبَارَکَ عَلَیْکُمَا وَجَمَعَ بَیْنَکُمَا فِیْ خَیْرٍ (مشکوٰۃ)

ترجمہ: اللہ تجھے برکت دے اور تم دونوں پر برکت نازل کرے اور تم دونوں کا خوب نباہ کرے۔

گوشہ ظرافت

دو بیوقوف پانی پینے گئے تو گلاس الٹا رکھا ہوا تھا۔

ایک بیوقوف اس کا تو منہ ہی بند ہے

دوسرا بیوقوف بولا اور ہاں نیچے سے بھی ٹوٹا ہوا ہے۔

رضیہ، سرگودھا

☆☆☆

ایک شخص: میں نے آج ایک بڑے آدمی کی جیب کاٹی۔

دوسرا: کمال ہے... آخر کیسے؟

پہلا: میں درزی ہوں۔

فاروق احمد، لاہور

☆☆☆

ماں: منے! یہ دروازے پر گندے ہاتھوں کے نشانات تمہارے ہیں۔

بیٹا: جی نہیں امی جان! میں تو لات مار کر دروازہ کھولتا ہوں۔

سدرہ بشیر، حافظ آباد

☆☆☆

بے وقوف شہری: یہ سامنے جو گائے نظر آ رہی ہے، اس کے سینگ کیوں نہیں ہیں۔

دیہاتی: سینگ نہ ہونے کی بہت سی وجوہات ہوتی ہیں، بعض کے سینگ ٹوٹ جاتے ہیں اور بعض کے ہم کاٹ دیتے ہیں، باقی رہی وہ سامنے والی گائے تو اس کے سینگ اس لیے نہیں ہیں کہ وہ گائے نہیں، گھوڑا ہے۔

الماس شہزادی، گوجرانوالہ

☆☆☆

استاد: بھینس کی کتنی ٹانگیں ہوتی ہیں۔

شاگرد: سر! یہ تو کوئی بے وقوف بھی بتا دے گا۔

استاد: اسی لیے تو تم سے پوچھ رہا ہوں۔

جاوید اقبال، نارووال

☆☆☆

دو شخص ریل گاڑی کے پیچھے بھاگ رہے تھے

ایک نے بھاگ کر ریل پکڑ کر سوار ہو گیا لوگوں نے پوچھا یار کہاں جانا ہے آپ تو بڑے تیز ہیں۔

دوسرا شخص بولا او ہو یار غلطی ہو گئی جس نے جانا تھا وہ تو نیچے رہ گیا میں تو اسے چھوڑنے آیا تھا۔

رضیہ

☆☆☆

استاد: مشہور لڑائیوں کے متعلق بتاؤ۔

شاگرد: امی نے گھر کی باتیں باہر بتانے سے منع کر رکھا ہے۔

ساجد علی، گجرات

☆☆☆

ایک شخص: کیا آپ بتا سکتے ہیں، گائے مفید ہے یا بکری۔

دوسرا: میرے خیال میں بکری مفید ہے، اس لیے کہ گائے نے ایک بار مجھے ٹکر ماری تھی۔

عبدالرؤف۔ مظفر گڑھ

☆☆☆

استاد: پانچ پھلوں کے نام بتاؤ۔

شاگرد: تین سیب اور دو مالٹے۔

جنید، جمشید، لاہور

ایک شخص: یہ لڑکا تمہارا کیا لگتا ہے۔

دوسرا: یہ میرا دور کا بھائی ہے۔

پہلا: دور کے بھائی سے تمہاری کیا مراد ہے؟

دوسرا: میرے اور اس کے درمیان دس بھائیوں کا فاصلہ ہے۔

مریم، جہلم

☆☆☆

ایک شخص ایک نجومی کے پاس گیا اور پوچھا:

''یہ بتاؤ! ابھی تھوڑی دیر بعد کیا ہونے والا ہے۔''

اس نے جواب میں کہا کہ مجھے معلوم نہیں۔

اس شخص نے اس کے منہ پر ایک زوردار تھپڑ مارا اور بولا: ''یہ ہونے والا تھا۔''

ناصر شفیق، ننکانہ صاحب

☆☆☆

ایک شخص بہت زیادہ غربت کا شکار ہو گیا۔ اس نے اپنی بیوی سے کہا:

''بچوں کو ننھیال بھیج دو اور تم خود اپنی والدہ کے ہاں چلی جاؤ۔''

حفظہ یونس، اسلام آباد

☆☆☆

استاد: کوئی اچھا سا شعر سناؤ۔

شاگرد: سنیے:

جگر کا خون چوس لیتا ہے امتحان کا زمانہ

کبھی سہ ماہی، کبھی نو ماہی کبھی کمبخت سالانہ

جویریہ اشفاق، گجر خان

ہمارا کچن

اہلیہ مولانا عابد جمشید رانا

سویٹ ڈش

کیک رس	ایک کلو
کریم	دو پیکٹ
کافی	ایک چمچ
چینی	حسب ذائقہ
چاکلیٹ وڈیری ملک	حسب ضرورت

کریم میں پسی ہوئی چینی ملا کر پھینٹ لیں۔

کافی کھولتے ہوئے پانی میں پھینٹ کر تھوڑی چینی دال کر ایک کپ تیار کر لیں ایک چوکور گہری ڈش لے لیں۔ کیک رس کافی میں ڈبو ڈبو کر اس میں بچھا دیں۔ پہلی تہ لگ جائے تو آدھی کریم اس پر ہموار تہہ کے انداز میں انڈیل دیں پھر دوسری تہہ لگائیں اور اس پر باقی کریم انڈیل دیں۔ چاکلیٹ کا چورا اس پر پھیلا دیں۔ اب اسے فریج میں رکھ دیں۔

آدھے گھنٹے تک یہ ایک کیک کی طرح بن جاتا ہے۔ بے حد مزیدار چیز ہے اور بچے تو اس کے دیوانے ہو جاتے ہیں۔ سب سے اچھی بات یہ کہ بہت جلدی تیار ہوتی ہے۔ یعنی شارٹ نوٹس دعوتوں کیلئے موزوں ہے۔ آدھا گھنٹہ فریج میں رکھنا بہتر ہے ورنہ ایمرجنسی ہو جائے تو بھی ہرج نہیں۔

تو اب جلدی سے بنائیں اور میرا حصہ بھجوانا نہ بھولیں۔

اگلی ڈش کے ساتھ پھر ملیں گے.....

غزالاں تم تو واقف ہو

اس لئے تو بچوں پہ نور سا برستا ہے
شرارتیں تو کرتے ہیں سازشیں نہیں کرتے
ریاض احمد

تاریخ لاکھوں سال میں تبدیل بس اتنی ہوئی
اب دور پتھر کا نہیں ، پتھر دلی کا ہے
گل بہار بانو

خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہیں ہم امیر
سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے
رب نواز، صفدر آباد

نہیں ہے نا امید اقبال اپنی کشت ویراں سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی
رضیہ، سرگودھا

عشق ہے ازل سے اپنے اصولوں پہ قائم اقبال
امتحان جس کا بھی لیتا ہے رعایت نہیں کرتا
ذیشان الرحمٰن، بیگم کوٹ

مٹی میں ملا دیتی ہے ہنستے ہوئے چہرے
موت کو رشتوں کی پہچان کہاں ہے
مہوش نواز، لاہور

مجھے تجھ سے جدا رکھتا ہے اور دکھ تک نہیں ہوتا
میرے اندر تیرے جیسا یہ آخر کون رہتا ہے

ہم نے تو یوں اجاڑ دی ساغر
زندگی باپ کی کمائی ہو جیسے
فریدہ خانم، شاہدرہ

کسی کو گھر ملا حصے میں یا کوئی دکان آئی
میں گھر میں سب سے چھوٹا تھا میرے حصے میں ماں آئی
شفیع اللہ بٹ، قصور

زباں سے کہہ بھی دیا لا الہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں
رحمت علی خاں

سونے دو اگر وہ سو رہے ہیں غلامی کی نیند میں
ہو سکتا ہے وہ خواب آزادی کا دیکھ رہے ہوں
رضیہ، سرگودھا

ناز ہے طاقت گفتار پہ انسانوں کو
بات کرنے کا سلیقہ نہیں نادانوں کو
کامران، عمران

دل میں چاہت کا ہونا لازم ہے
یاد تو دشمن بھی ہر روز کیا کرتے ہیں
نائلہ ارشد، شیخوپورہ

فکر معاش، ماتمِ دل، غمِ یار
تم سب سے معذرت کہ آج طبیعت اداس ہے

میں فقیروں ہی سے کرتا ہوں تجارت اکثر
جو ایک پیسے میں لاکھوں کی دعا دیتے ہیں
افق فرید، بورے والا

بچھڑ کے تجھ سے میں زندہ ہوں اس طرح محسن
کہ جیسے تیز ہواؤں میں چراغ جلتا ہے
محمد اعجاز، قصور

عشق نے سیکھ لی ہے وقت کی تقسیم کہ اب
تو مجھے یاد تو آتا ہے مگر کام کے بعد
محمد نعیم اللہ خان

اس آنکھ نے بخشی ہے وہ تاثیر کہ اب تک
ملتی ہے ہمیں گردش دوراں بھی ادب سے
عابد علی، گوجرانوالہ

اس دن سے میری ماں نہیں سوئی تابش
میں نے اک بار کہا تھا مجھے ڈر لگتا ہے
ڈاکٹر رفیق احمد

وہ کہتے ہیں تیری خاطر ستارے توڑ لائیں گے
بظاہر یوں نہیں ہوتا مگر یوں ہو بھی سکتا ہے
جویریہ مشتاق

قافلے ریت ہوئے دشت جنوں میں کتنے!
پھر بھی آوارہ مزاجوں کا سفر جاری ہے
حافظہ ماریہ، لاہور

چمن میں تلخ نوائی مری گوارا کر
کہ زہر بھی کبھی کرتا ہے کار تریاقی
حیات احمد، چیچہ وطنی

یہ سچ ہے زندہ ہوں تیرے بغیر محسن
سزائے موت کے مایوس قیدیوں کی طرح
بشیر احمد

اور بھی کر دیتا ہے درد میں اضافہ
تیرے ہوتے ہوئے غیروں کا دلاسہ دینا
رانا رضوان

یوں تو اک پتھر کی قسمت بھی سنور سکتی ہے
شرط اتنی ہے کہ سلیقے سے تراشا جائے
مصباح ارشد، لیہ

اب ذرا تفصیل سے اے قاصد خوش رو بتا
اس نے پہلے کیا کہا؟ پھر کیا کہا؟ پھر کیا کہا؟
اسد اللہ حیدری

صحن غربت میں قضا دیر سے مت آیا کر
خرچہ تدفین کا لگ جاتا ہے بیماری پر
انعم اقبال، تونسہ

غریبوں کی یہ بستی ہے کہاں سے شوخیاں لاؤں
یہاں بچے تو رہتے ہیں مگر بچپن نہیں رہتا
ام کلثوم، حیدرآباد

فکر معاش، ماتمِ دل، غمِ یار
تم سب سے معذرت کہ آج طبیعت اداس ہے
اقراء رحمٰن

احساسِ وفا ،سوز ِجنوں ،درد تمنا
اک دل کا لہو کتنے چراغوں میں جلا ہے
زینب نصیب

کاٹ دیں گے وہ ہاتھ جو مٹائے یا اللہ مدد
چوم لیں گے وہ قلم جو لکھے یا اللہ مدد
کتنی پیاری ہے وہ زبان جو کہتی ہے یا اللہ مدد
اس شعر کو اتنا پھیلاؤ کہ ہر کوئی پکارے یا اللہ مدد
صائمہ فردوس

تمنا تھی کہ جل جاؤں وفا کی آگ میں لیکن
جنہیں خود شمع ٹھکرائے وہ پروانہ کہاں جائے
گردش کے بعد ذات کا محور ملا مجھے
جس سے نکل گیا تھا وہی گھر ملا مجھے
ذرے ک ایک جز سے کھلا راز کائنات
قطرے کی وسعتوں میں سمندر ملا مجھے
ریحانہ رفیق

ایسے ویسے کیسے کیسے ہو گئے
کیسے کیسے ایسے ویسے ہو گئے
شاہ حکیم محمد اختر صاحب

وہ آئے بزم میں اتنا تو میر نے دیکھا
پھر اس کے بعد چراغوں میں روشنی نہ رہی
سلطانہ بشیر

چھوڑوں ان کی لاپرواہی کا گلہ اسد
آج پھر ہم یاد کر لیتے ہیں ہمیشہ کی طرح
سمیرا خالد

کسی کو مل جاتی ہیں رنگین بہاریں
کسی کو چمن بھی نہیں ملتا غالب
کسی کی قبر پر بنتا ہے تاج محل
اور کسی کو کفن بھی نہیں ملتا
خوشبو اقبال

سانسوں کا ٹوٹ جانا تو عام سی بات ہے فیصل
جہاں اپنے یاد کرنا چھوڑ دیں موت اسکو کہتے ہیں
نہ زندگی کی فضاؤں میں یاد رکھنا
نہ دل کی صداؤں میں یاد رکھنا
یہی تحفہ بہت ہوگا آپ کا میرے لیے
خلوص دل سے دعاؤں میں یاد رکھنا
وقاص احمد

اس زمانے میں حیا ڈھونڈھنے کی کیا کوشش کرتے ہو
وہ زمانے اور تھے گھر کچے ایمان پکے تھے
شہزاد اقبال، راولپنڈی

ماہنامہ بنات اہلسنت لاہور

ملنے کے پتے

محمد اعجاز دفتر احناف میڈیا سروس 0322-4959155

قاضی محمد اسرائیل گڑنگی، مانسہرہ 0302-3501755

مولانا محمد شمیم ناگرہ، ماموں کانجن 0332-3637628

مولانا محمد افضل، کروڑ لعل عیسن لیہ 0302-8767686

مولانا محمد اقبال، جامعہ قادریہ بھکر 0346-6451553

مولانا محمد امین کمالوی، جامعہ حقانیہ لاہور 0306-8562708

محمد ہارون حنفی، نفیس لائبریری اچھرہ لاہور 0321-4743173

مولانا محمد اکرم نذیر، نزد مرکزی عیدگاہ چنیوٹ 0323-7803106

محمد رمضان، دارالایمان زبیدہ پلازہ اردو بازار لاہور 0321-4602218

مولانا ساجد منگلوری، ڈاکخانہ منگلور تحصیل وضلع مانسہرہ ہزارہ 0333-5076151

مولانا محمد ابراہیم، جامعہ عربیہ مدینۃ العلوم محراب پور سندھ 0301-2461685

مولانا محمد آصف، جامعہ عائشہ صدیقہ للبنات تلہ گنگ ضلع چکوال 0300-7374582

مولانا نیاز فاروقی، جامعہ مدنیہ تعلیم الاسلام جڑانوالہ فیصل آباد 0331-9144212

مولانا محمد نواز، مدرسہ تعلیم الاسلام 223 سنت پورہ فیصل آباد 0332-6566136

مولانا محمد عمر فاروق، خطیب جامع مسجد چوکی بھاگٹ سرگودھا

مولانا عبدالغفار، خطیب جامع مسجد بلال میرک پور ناروال

مولانا عبدالمالک جامع مسجد مدنی، اڈا میانی ضلع سرگودھا

مولانا محمد ادریس، جامع انوار الاسلام لوبن پلی، نارووال

مولانا عبداللطیف عابد، جامع العلوم عیدگاہ بہاولنگر

مولانا سیف الرحمٰن، جامعہ حنفیہ بورے والا

قاری مختار احمد، 41 جنوبی سرگودھا